REGD NO P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۹ نومبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت سر میں چکر، پیچش اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ اور احباب کا فرض

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ٭ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(المسیح الموعودؑ)

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اس زمانہ میں جس تیزی سے انقلاب آرہے ہیں اور دنیا تباہی کے اتھاہ گڑھے کی طرف جا رہی ہے یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایسے نازک ایام میں اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگ خدائی حفظ و امان میں آئیں۔ خدائی تقدیر نے اس زمانہ میں عافیت کا حصار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا ہے اور آپ کے ساتھ وابستگی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

مسیح پاک کی بستی قادیان خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدس قرار پا چکی ہے اور دیارِ حبیب میں جلسہ سالانہ کے ایام غیر معمولی انتشارِ روحانیت کے حامل اور بے شمار برکات کے حصول کا موجب ہوتے ہیں۔ آپ کی مجبوریاں میرے سامنے ہیں۔ مالی مشکلات پر بھی نظر ہے لیکن اس کے باوجود یہاں آکر آپ خدائی نفحات اور برکتوں اور حفظ و امان کو جس رنگ میں حاصل کر سکتے ہیں اُسے دیکھتے ہوئے آپ میں سے ہر شخص اُن مجبوریوں اور روکوں کو خاطر میں نہیں لائے گا۔

قادیان میں ہمارا سالانہ جلسہ انشاء اللہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! قادیان آنے کا پختہ عزم کریں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ خدا تعالیٰ غیب سے آپ کے اس بابرکت سفر کے لئے سامان پیدا کر دے گا۔ یہاں آکر آئندہ سال کیلئے زادِ راہ اکٹھا کر لیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو اپنے حق میں پورا کرنے کا سامان کریں۔

ایسے وقت میں جبکہ بعض اطراف سے جلسہ سالانہ پر آنیوالوں میں کمی آرہی ہو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ جو آ سکتے ہیں وہ ضرور زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں تا کہ ایسے حالات میں دوہرے اجر کے مستحق قرار پائیں۔

دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں۔ خدائی تقدیر پر غور کریں۔ خود اپنے ملک کے حالات کو پیش نظر رکھیں۔ اور خود اور اپنے اہل و عیال کو اپنے آسمانی آقا کی حفظ و امان میں لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور سب کے ساتھ ہو۔

—— آمین یا ارحم الراحمین ——

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں

قادیان ۱۴ نومبر۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب [illegible] خیریت سے ہیں۔ [illegible] آپ نے نماز جمعہ پڑھائی [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ [illegible] پڑھ کر سنایا [illegible] جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین [illegible]

۲۔ مورخہ ۱۰/۱۱ کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال ایک [illegible] تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم [illegible] وقف جدید [illegible] مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور نے تقاریر کیں۔

۳۔ مورخہ ۱۲/۱۱/۶۷ کو جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں [illegible] صدر انجمن احمدیہ [illegible] شریک ہوئے۔

۴۔ اتوار کی رات [illegible] مقامی طور پر [illegible] قرآن کریم کا ترجمہ [illegible] حاضر ہو کر [illegible]

جلسہ سالانہ پر آنیوالے مہمانوں کی اطلاع کیلئے

جلسہ سالانہ [illegible] مہمانوں کی [illegible] قادیان اور [illegible] اڈہ پر [illegible] انتظامات [illegible]

۱۔ [illegible] احمدیہ [illegible]

۲۔ [illegible]

[illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے رداما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۶۷ عیسوی

وقت کا تقاضا اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کا سفر فرمایا۔ اس سفر کی ایک غرض تو ڈنمارک کی مسجد نصرت جہاں کی تقریب افتتاح میں شمولیت تھی مگر اللہ تعالیٰ کے القاء کے ماتحت حضور نے پسند فرمایا کہ اس سفر میں یورپ کے متعدد ممالک میں اسلام کے پیغام کو بڑے ہی مؤثر اور دلنشین انداز میں پیش فرمایا۔ اور سب لوگوں کو اپنے خالق و مالک کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے اور اسلام کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ اس موقعہ پر حضور نے بڑے ہی واشگاف الفاظ میں ان لوگوں کو اس بات سے خبردار کیا کہ ایک ہولناک تباہی دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے جس سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اسلام کے حصار میں آجائیں۔ حضور نے بتایا کہ اس بڑی تباہی کے بعد اسلام و احمدیت کو نمایاں طور پر غلبہ حاصل ہوگا اور جو لوگ اس سے بچ جائیں گے بہت تیزی کے ساتھ اسلام کی طرف رجوع کریں گے۔ حضرت امام عالی مقام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ بات بھی صاف صاف ظاہر کر دی کہ یہ عظیم الشان انقلاب بیس اور تیس سال کے اندر اندر آجانے والا ہے۔

یہ سب باتیں اگر ایک پہلو سے دوسرے لوگوں کو ایک انذار اور درد انگیز کا پہلو رکھتی ہیں تو دوسری طرف جماعت احمدیہ پر جس قسم کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور وقت جس بات کا تقاضا کرتا ہے وہ بے حد اہم ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ ہر احمدی وقت کی نزاکت پہچانتے ہوئے ان سب ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پورے طور پر تیار رہو۔

اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ

مشہور و معروف حدیث کے مبارک الفاظ ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ امام اور پیشوا جماعت کے لئے ڈھال کی پوزیشن رکھتا ہے جس کی اوٹ میں رہ کر کامیاب اور نتیجہ خیز جنگ لڑی جا سکتی ہے جنگ جسمانی ہو یا روحانی یہ بات اظہر من الشمس ہے جس شخص کے ہاتھ میں ڈھال ہے دوسرے لوگوں کا فرض ہے کہ ہر حرکت و سکون میں کامل متابعت اختیار کریں۔ ایسے موقعہ پر کسی طرح کی کوتاہی ہر شخص کے حق میں خطرناک نتائج پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہے۔ پس امام اور پیشوا کی آواز پر لبیک کہنا۔ آپ کی ہدایات کے مطابق اعمال و کردار کو ڈھال لینا کامیابی کی ضمانت ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے حضور انور کی طرف سے عائد کردہ دو قسم کی ذمہ داریاں ہیں جن کو خاص اہمیت دی جانی چاہیئے۔ پہلی قسم کی ذمہ داریاں مالی ہیں۔ جو عظیم الشان پروگرام جماعت احمدیہ کے پیش نظر ہے وہ مسلسل قربانیوں کے بغیر پورا ہونا ممکن نہیں۔ لازمی چندہ جات کا پوری شرح اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کرنا فرائض میں داخل ہے۔ کیونکہ جماعتی پروگراموں کی تکمیل اور حسب دلخواہ طریق پر ان کا جاری رہنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کام کرنے والوں کو ایسے وسائل حاصل نہ ہوں جن کو بروئے کار لا کر جماعتی ترقی اور وسعت کے لئے جدوجہد کی جا سکے۔

اس کے بعد دوسرے نمبر پر طوعی قربانیاں ہیں ان میں تحریک جدید۔ تحریک وقف جدید۔ اور فاؤنڈیشن فنڈ کو خاص امتیاز اور اہمیت حاصل ہے۔ تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز یکم نومبر سے ہو چکا۔ یہ ایسی بابرکت تحریک ہے جس کے نتائج بڑے ہی خوشکن طریق پر اب ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھ سے جو پودا لگایا اب وہ پھل دے رہا ہے اور اس کے ٹھنڈے اور راحت بخش سایہ تلے ہزاروں ہزار سعید روحیں روحانی تسکین پا رہی ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجانے پر فخر محسوس کرتی ہیں تحریک جدید کے تحت جاری کردہ پروگرام ابھی ختم نہیں ہوا یہ پروگرام بڑا وسیع ہے یعنی ساری دنیا میں اسلام کے پُرامن اور زندگی بخش پیغام کو پہنچا دینا اور ابھی تو اس کام کی ابتداء ہوئی ہے۔ ہر نیا دن اس پروگرام کو جہاں وسعت بخشتا ہے وہاں جماعت احمدیہ کی ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی توقع جملہ احباب جماعت کی جانب سے ہے۔ پس اے تحریک جدید کے مجاہدو! آگے بڑھو اور عزم و استقلال کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دو۔ پہلے تحریک جدید کے دو دفتر جاری تھے اب حضرت امام عالی مقام نے نومبر ۶۵ء سے دفتر سوم کا اجراء فرمایا ہے۔ اس طریق پر حضور انور نے نئی پود کو موقعہ دیا کہ وہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحریک جدید کے مالی جہاد میں ویسا ہی شاندار نمونہ دکھائیں جو وہ دکھا چکے۔

یہی حال وقف جدید کی تحریک کا ہے یہ تحریک بھی جماعتی پروگرام کو تقویت پہنچانے اور اس کے کام کو زیادہ مفید اور ٹھوس بنیادوں پر چلانے کے لئے جاری ہوئی ہے اور خدا کے فضل سے اس کے نتائج بھی احباب کے خلوص اور محبت کے مطابق بڑے ہی خوشکن نکل رہے ہیں۔ اس مبارک تحریک میں حضرت امام عالی مقام نے جماعت کے بچوں اور بچیوں کو خصوصیت سے مخاطب فرمایا ہے اور بچوں کے والدین کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان کے نونہالوں کے لئے دینی خدمت کا ایک بابرکت دروازہ کھلا۔ اس لئے جماعت کے بچوں کو چاہیئے کہ اپنے والدین سے تحریک وقف جدید میں شامل ہونے کے لئے اپنا حصہ مانگیں جو کوئی بڑا نہیں، اس کی کم سے کم شرح چھ روپیہ سالانہ ہے۔ اور امیر گھرانے تو اس سے کہیں زیادہ روپیہ ہر ماہ اپنے بچوں کی تفریحات کے لئے صرف کر دیتے ہیں۔ اگر وہ ذرا بھی توجہ کریں تو اس سکیم کو بہت زیادہ کامیاب بنا سکتے ہیں۔

اس موقعہ پر غریب والدین کو بھی فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں حضرت امام عالی مقام نے ان کے لئے بھی موقعہ دیا ہے کہ جو والدین اپنے مالی ذرائع کی کمی کے باعث اپنے ہر بچے کو پوری شرح کے ساتھ چندہ میں حصہ دار نہیں بنا سکتے تو وہ سب بچوں کی طرف سے مجموعی طور پر چھ روپے سالانہ کا چندہ دے کر اور پھر یہ چندہ بچوں ہی کے ذریعہ دلوا کر اس میں اپنا اور اپنے بچوں کا حصہ ڈلوائیں تا انہیں ابتدائی عمر ہی میں دین کی خاطر خلوص اور محبت کے ساتھ مالی قربانیاں دینے کی عادت پڑے اور بڑے ہو کر اس بوجھ کو زیادہ ہمت اور دلیری کے ساتھ بشاشت قلبی کے ساتھ اٹھائیں جو کچھ مدت بعد ان پر پڑنے والا ہے۔

پھر فاؤنڈیشن فنڈ کی وہ پیاری تحریک ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جماعت کی اجتماعی اور انفرادی محبت اور تعلق کے سرچشمہ سے جاری ہوئی اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا درحقیقت اپنی اس محبت کا عملی اظہار ہے جو ہر فرد جماعت کو اپنے محسن آقا المصلح الموعود کے ساتھ تھی اور ہے۔

ان جملہ مالی تحریکات کے ساتھ ساتھ علمی اور عملی طور پر ہر فرد جماعت کا اس رنگ میں تیار ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جس بڑے روحانی انقلاب کے آثار بڑے ہی واضح رنگ میں نظر آنے لگے ہیں جب پورے طور پر ظاہر ہوا اور فوج در فوج لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں کسی طرح کی کوئی کمی واقع نہ ہو یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر ہر فرد جماعت کو ذاتی طور پر سنجیدگی سے غور کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر بڑا پروگرام ہمارے سامنے ہے مرکز سے تنخواہ دار مبلغ بھیج کر اس کو پورا کرنا ممکن نہیں۔ روحانی جماعتوں میں ہر فرد جماعت بجائے خود مبلغ ہوتا ہے۔ وہ دنیاوی کاروبار کرتے ہوئے دین کا حصہ بھی نکالا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ضروری نہیں کہ تنخواہ دار مبلغ ہی کر سکتے ہوں بلکہ ہر مومن اس کام کو سرانجام دے کر اعلاء کلمۃ اللہ کے ثواب کا حقدار بن سکتا ہے اور اسے بننا چاہیئے۔

اب تو حضرت امام عالی مقام نے اس مسئلہ کو ہمارے لئے بڑا ہی آسان اور سہل کر دیا ہے۔ ہمارے لئے ایسا لائحہ عمل بھی کھول کر بتا دیا ہے جس پر عمل کرنا کوئی زیادہ مشکل نہیں وہ کیا لائحہ عمل ہے جس کے ماتحت ہر فرد جماعت اپنی اپنی جگہ پر ایک مبلغ کے طور پر کام کر سکتا ہے؟ وہ ہے قرآن کریم کا سیکھنا۔ قرآن کریم وہ مبارک کتاب ہے جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہے یہ ایسا جامع نصاب تعلیم ہے کہ اس پر عبور حاصل کر لینے کے بعد کسی دوسری کتاب کی خاص ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ پیارے آقا نے ہمارے سامنے یہ سکیم بھی رکھ دی ہے کہ ہم اپنی اپنی جماعتوں میں ہر چھوٹے بڑے۔ بچے بوڑھے مرد عورت سب کو ایک سکیم کے ماتحت قرآن کریم پڑھانا شروع کریں اس کے معانی اور مطالب سکھائیں اس کے معارف سے واقف و آگاہ کریں جب ایسا ہو گیا تو سمجھئے کہ تبلیغ اسلام کا پروگرام آسان ہو گیا۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

چندہ تحریکِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بیرونی ممالک میں غلبہ اسلام کی نئی نئی راہیں کھول رہا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ راکتوبر ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان

کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آنے والا سال تحریکِ جدید کا چونتیسواں سال ہوگا۔ دفتر اول کے لحاظ سے۔ اور چوبیسواں سال ہوگا دفتر دوم کے لحاظ سے۔ اور یہ تیسرا سال ہوگا دفتر سوم کے لحاظ سے۔ میں نے اپنے سفر کے دوران جہاں یہ مشاہدہ کیا کہ یورپ میں بسنے والی اقوام عیسائیت سے، مذہب سے بے تعلق ہو رہی ہیں وہاں میں نے اس ضرورت کا بھی بڑی شدت کے ساتھ احساس کیا کہ یہ وقت انتہائی قربانیاں دے کر اپنے کام میں وسعت پیدا کرنے اور اپنی کوششوں میں تیزی پیدا کرنے کا ہے عیسائیت سے ان کی بے تعلقی اس بات سے عیاں ہے کہ گلاسگو میں جب ایک صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے ہمارے ملک میں بسنے والوں کو مذہبی لحاظ سے کیسے پایا۔ تو میں نے اسے جواب دیا کہ یہاں کے باشندے عیسائیت میں اب دلچسپی نہیں لے رہے۔ اس پر اس نے سوال کیا کہ آپ نے کس چیز سے یہ استدلال کیا ہے۔ میں اس کے بہت سے جواب دے سکتا تھا لیکن میں وہاں مختصراً جواب دینا چاہتا تھا میں نے انہیں کہا کہ میں نے جس چیز سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے کہ انگلستان میں بہت سے گرجاؤں کے سامنے "برائے فروخت" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ اور بہت سے گرجا وہاں بک چکے ہیں۔ جہاں شراب خانے بنا دیئے گئے ہیں۔ بہت سے گرجا وہاں بک چکے ہیں جہاں چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں قائم ہوگئی ہیں یا کوئی اور کاروبار شروع ہوگیا ہے۔

گرجاؤں کی فروخت

اور گرجاؤں کا قابلِ فروخت ہونا بتاتا ہے کہ آپ کے ملک میں رہنے والے مذہب کی طرف پہلے کی نسبت بہت کم توجہ دے رہے ہیں۔ اس پر اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر گرجا کو مسجد بنا لیا جائے تو اس میں کوئی ہرج تو نہ ہوگا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ جہاں تک مسئلے کا سوال ہے میں اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا کہ کسی گرجا کو مسجد بنا لیا جائے لیکن میں اپنی جماعت کے لئے اسے پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ ایسا کرنے کے نتیجہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیسے دے گا اور ہم آپ کے ملک میں مساجد خود تعمیر کریں گے۔ سستے گرجے خرید کے انہیں مسجدوں میں تبدیل نہیں کریں گے۔ اور بھی بہت سی باتیں مشاہدہ میں آئیں جن سے میں نے نتیجہ نکالا کہ یورپ کی عیسائی دنیا عیسائیت سے نہ صرف بے تعلق ہو چکی ہے بلکہ متنفر بھی ہو چکی ہے۔ اور اس حد تک وہ گندگی میں مبتلا ہو چکی ہے کہ خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ اس قسم کے ظالمانہ الزام لگا رہی ہے کہ جن کا زبان پر لانا بھی ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ ہم ان کو

خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی

مانتے ہیں۔ لیکن اب وہ جس گندگی میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے یہاں تک کہ ان کے پادریوں نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ [illegible] حضرت مسیح علیہ السلام بھی (نعوذ باللہ) اسی گندگی میں مبتلا تھے اور برے گندے اخلاق ان میں پائے جاتے تھے۔ پس وہ تختی محبت کی، جو ان کے دلوں پر صدیوں قائم کی گئی اور قائم رکھی گئی تھی اور اس محبت کو اس انتہا تک پہنچا دیا گیا تھا کہ ان کے ماننے والے انہیں خدا، خدا کا بیٹا ماننے لگ گئے تھے۔ وہ تختی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے صاف کر دی۔ اور یہ قومیں عیسائیت کو عملاً بھی اور عقیدۃً بھی چھوڑ چکی ہیں۔ صرف ایک نام باقی رہ گیا ہے۔ اب تو شاید وہ نام سے بھی انکار کرنا شروع کر دیں۔

ان حالات میں میں نے سوچا کہ

جماعتِ احمدیہ پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے

کہ وہ تختی جنہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے شیطانی خیالات سے ہمارے لئے آزاد کیا ہے۔ کیا ہم ان تک پہنچ کر اسلام کی حسین تعلیم ان کے دلوں میں بٹھانے میں کامیاب ہوتے ہیں کہ نہیں۔ اور اس کوشش اور جدوجہد کے لئے ان ذمہ داریوں کو ہم نبھاتے ہیں یا نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد کی ہیں۔ اور وہ قربانیاں ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں جو آج کی اسلامی ضرورت کا تقاضا ہے۔ تو میں نے ان قوموں کو ان [illegible] کہا تھا کہ پیشگوئیوں [illegible] پچیس تیس سال [illegible] [illegible] ہیں۔ اگر تم اپنے [illegible] اپنے رب کی طرف رجوع نہیں کرو گے تو جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے تمہاری [illegible] تباہ ہو جائیں گی اور اس دنیا سے مٹا دی جائیں گی لیکن ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم آنے کی ضرورت کو سمجھنے لگیں۔ یہ پچیس تیس سال ہمارے لئے [illegible] اہم ہیں۔ کیونکہ ایک موقع اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ ان ممالک میں [illegible] کو پھیلانے اور اسلام کو غالب کرنے کا۔ اگر ہم اپنی کوشش کے نتیجہ میں [illegible] [illegible] تو کیا [illegible] شاید [illegible] [illegible] اسلام میں [illegible] غالب [illegible] کیونکہ [illegible] وعدہ ہے [illegible] ہماری غفلتوں اور [illegible] نتیجہ میں استوار کا خطرہ [illegible] [illegible] [illegible] چاہیئے۔ اور اپنے [illegible] پیدا کرنے کی کوشش [illegible] ہمیں [illegible] چاہیئے اسلام کے لئے۔ اپنے [illegible] کہ اس کی محبت اور توحید کو ہم کس طرح [illegible] قائم کر سکیں گے۔

[illegible] حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریکِ جدید [illegible] چندہ لینا شروع کیا تھا

تحریکِ جدید جب شروع ہوئی

تو اس کا ایک ہی نشر تھا جماعت کو اس ذہنیت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] بڑی توفیق دی تبلیغی مالی [illegible] [illegible] تھا۔ اس [illegible] چار گنا زیادہ مال پہلے [illegible] خدا تعالیٰ کے ان مبلغوں نے اپنے [illegible] [illegible] تھا۔ دنیا میں اسلام کی تبلیغ کے لئے [illegible] ملی گئیں۔ نئی نئی جگہوں پر مبلغ بھیجنے کی ضرورت محسوس [illegible] تھی۔ اس کے لئے آدمی تیار کرنے [illegible] تھے۔ خرچ برداشت کرنا پڑتا تھا۔ جب وہاں جا کر تبلیغ کا کام شروع [illegible] سکتے اور [illegible] کے [illegible] ضروریات [illegible] مالی [illegible] [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] [illegible] ضرورت نتیجہ اس [illegible] مالی قربانی [illegible] تحریکِ جدید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت [illegible] تبلیغی مشن [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر نازل ہوتی [illegible] [illegible] پڑھتی چلی گئیں

[illegible] سے نئے میدان کامیابیوں کے ہمارے سامنے کھلتے رہے اور ان میدانوں کو فتح کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکر ادا کرنا جو ہمارا فرض تھا وہ ہم نے اس زمانہ میں ادا کیا۔ اس وقت جماعت نے جو قربانیاں دیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرے۔ بہت سے ہیں جنہوں نے قربانیاں دیں وہ اس جہان سے رخصت ہو چکے ہیں جیسا کہ میں ابھی آگے بتاؤں گا اللہ تعالیٰ مغفرت کی چادر میں لپیٹ کے رفتار کی جنت میں انہیں ہر طرح خوش رکھے اور اپنی ان رحمتوں میں انہیں شریک کرے جو بے شمار رنگ میں ہر آن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی آپ صلعم کے عشاق اور فدائی رہے ہیں۔

نعرہ کمن

ہماری مالی قربانیوں کی رفتار

تو مجھے یہ بتانا تھا کہ ہماری ضرورتوں کے بڑھنے کی رفتار کیا تھی۔ اس وقت جو تقشہ میں آپ کے سامنے مختصر کیا جا رہا ہے کہ مالی قربانیوں کا رکھوں گا اس سے آپ کو یہ بات عیاں ہو جائے گی۔ میں نے سات سات سال کے بعد کے اعداد و شمار دفتر سے خاص کئے ہیں یعنی جو سال رواں ہے۔ اس سے سات سال پہلے کیا حالات تھے کیا نقشہ تھا چندوں کا۔ کیا کیفیت تھی۔ پھر اس سے سات سال پہلے کیا کیفیت تھی۔ اس نقشہ میں دفتر دوم کے چودہ سال ہیں جو ان کی قربانیوں کے سالوں کا تقریباً ½ ہے اور دفتر اول کے چودہ سال یعنی جوان کے تینتیس ۳۳ سالوں میں سے چودہ سال یعنی ⅖ کے قریب ہے۔ سنہ ۵۴-۱۹۵۳ء۔ سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء اور سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے اعداد و شمار سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس جہت میں ہماری حرکت ہے۔ اور کیا اگر ہمارا قدم ترقی کی طرف ہے تو اس میں اتنی تیزی پائی جاتی ہے کہ ہماری ضرورتوں کو ہماری رفتار پورا کرنے والی ہے۔

سنہ ۱۹۵۳ء میں دفتر اول کا چندہ ۲٫۴۶٫۰۰۰ تھا اور دفتر دوم کا ۱٫۱۰٫۰۰۰
میزان تھی ۳٫۵۶٫۰۰۰

(میں سیکڑوں کو چھوڑتا ہوں) سنہ ۱۹۶۰ء میں دفتر اول کی آمد سنہ ۱۹۵۳ء سے گر گئی اور ۲٫۴۶٫۰۰۰ سے گر کے ۲٫۳۸٫۰۰۰ پر پہنچ گئی اور پہنچنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس عرصہ میں ہمارے بہت سے بھائی ہم سے جدا ہو گئے۔

دفتر دوم کی آمد سنہ ۱۹۶۰ء میں (۱۹۵۳ء کے مقابلہ میں) بڑھی اور اسے بڑھنا چاہیئے تھا۔ اور ۱٫۱۰٫۰۰۰ سے بڑھ کے ۱٫۴۷٫۰۰۰ تک پہنچ گئی۔

سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں دفتر اول کی آمد سنہ ۱۹۵۳ء کی ۲٫۴۶٫۰۰۰ کی آمد کے مقابلہ میں اور سنہ ۱۹۶۰ء کی ۲٫۳۸٫۰۰۰ کی آمد کے مقابلہ میں صرف ۲٫۰۱٫۰۰۰ رہ گئی۔

اور دفتر دوم کی آمد سنہ ۱۹۶۷ء میں سنہ ۱۹۵۳ء کی آمد سے جو ۱٫۱۰٫۰۰۰ تھی بڑھ کے ۲٫۲۸٫۰۰۰ ہو گئی۔ اور سنہ ۱۹۶۰ء کی ۱٫۴۷٫۰۰۰ کی آمد سے بڑھ کے ۲٫۲۸٫۰۰۰ ہو گئی۔

سنہ ۵۴-۱۹۵۳ء میں دفتر اول کی آمد

دفتر دوم کے مقابلہ میں ۱٫۳۶٫۰۰۰ روپیہ زیادہ تھی سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء میں دفتر اول کی آمد دفتر دوم کی آمد سے صرف ۹۱٫۰۰۰ روپیہ زائد تھی اور سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں دفتر اول کی آمد دفتر دوم کی آمد سے ۱۸٫۰۰۰ روپیہ کم تھی جبکہ سنہ ۱۹۵۳ء کے بجٹ میں اصل آمد دفتر اول کی دفتر دوم کے مقابلہ میں ۱٫۳۶٫۰۰۰ روپیہ زیادہ تھی۔ ان اعداد و شمار سے یہ بات بالکل واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ جوں جوں ہمارے دوست اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے اللہ کے حضور پہنچتے رہے۔ دوسری نسل اس خلاء کو پُر کرتی رہی اور آمد میں انہوں نے کوئی کمی نہیں آنے دی۔ لیکن ایک اور چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۳ء اور سنہ ۱۹۶۰ء کی کل آمد کا جب ہم مقابلہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ کیونکہ سنہ ۱۹۵۳ء میں دفتر اول اور دفتر دوم کی کل آمد ۳٫۵۶٫۰۰۰ تھی اور سنہ ۱۹۶۰ء میں دفتر اول اور دفتر دوم کی کل آمد ۳٫۵۵٫۰۰۰ ہے۔ میں نے سیکڑے چھوڑ دیئے ہیں یعنی سنہ ۱۹۶۰ء میں ایک ہزار سات سو روپیہ کم آمد تھی (سنہ ۱۹۵۳ء کے مقابلہ میں) لیکن ایک ہزار کا کوئی ایسا فرق نہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا قدم نہ آگے بڑھا ان سالوں میں نہ پیچھے ہٹا۔

سنہ ۱۹۶۷ء کے جو اعداد و شمار میں نے بتائے ہیں وہ وعدوں کے نہیں بلکہ اصل آمد کے ہیں یعنی جو آمد اس وقت تک ہو چکی ہے اور ابھی

اس سال کی وصولی کا بہت سا حصہ باقی ہے۔

لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی ہے جو اصل آمد اس وقت تک ہو چکی ہے (مارچ، اپریل تک آمد رہتی ہے) اس کے لحاظ سے بھی سنہ ۱۹۶۷ء میں ہماری آمد ہر دو دفاتر کا ۳٫۵۶٫۰۰۰ کے مقابلہ پر ۴٫۲۷٫۰۰۰ ہو چکی ہے۔ اور ابھی تقریباً ایک لاکھ ساٹھ یا ستر ہزار کے وعدے ایسے ہیں جو قابل وصول ہیں۔ اگر ان میں سے بڑی رقم وصول ہو جائے۔ سو فی صدی تو ہونی چاہیئے۔ لیکن بعض دفعہ کوئی صاحب فوت ہو جاتے ہیں یا نوکری ان کی چھوٹ جاتی ہے یا کوئی ایسی جائز روک پیدا ہو جاتی ہے اور وہ چندہ ادا نہیں کر سکتے۔ تو اگر اس کو مدنظر بھی رکھا جائے۔ تب بھی اللہ کے فضل سے یہ رقم جو ہے وہ اصل آمد ۳٫۵۵٫۰۰۰ سے بڑھ کے جو سنہ ۱۹۶۰ء کی آمد ہے تقریباً ۵٫۰۰٫۰۰۰ روپے تک چلی جائے گی بلکہ اس سے بھی بڑھ جائے گی۔ (۵٫۳۵٫۰۰۰ کے وعدے ہیں غالباً) جس کا مطلب یہ ہوگا کہ ڈیڑھ لاکھ روپے زیادتی ہوئی۔ لیکن جو عملاً ہمیں ضرورتیں پیش آئی ہیں وہ ڈیڑھ لاکھ روپے سے زیادہ کی تھیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا نہ کرتا کہ آپ کی غفلت اور سستی پر پردہ ڈال دے تو ہمارے سارے کام رک جاتے اس لئے کہ اس عرصہ میں

بیرون پاکستان میں اتنی مضبوط جماعتیں پیدا ہو گئیں

کہ ان میں بہت سی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں اور بہت سی ایسی تھیں جنہوں نے بیرون پاکستان مشنز کو امداد دینی شروع کر دی اور اس کے نتیجہ میں ہمارے کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ ترقی کی طرف ہمارا قدم بڑھتا چلا گیا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ خوش ہو جائیں کہ ہمیں اب زیادہ قربانیاں دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ جیسے فکر پیدا ہوئی ہے کہ ہم نے غفلت اور سستی دکھائی۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ہمیں ملنے چاہئیں تھے وہ ہمیں نہیں ملے اور دوسروں نے ہمارے ہاتھ سے چھین لئے۔ اگر ہمیں وہ مل جاتے اور بیرون پاکستان کے بھائی بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں شریک ہوتے تو ہمارے لئے بڑی خوشی کی بات تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑے انعامات سے نوازا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جو انعامات ہمیں ملنے چاہئیں تھے ہمیں نہیں ملے۔ بیرونی ممالک کے اعداد و شمار صحیح تصویر پیش نہیں کرتے کیونکہ اس میں وہ امداد بھی شامل ہے جو حکومتوں کی طرف سے ہمارے سکولوں کو ملتی ہے اور وہ کافی بڑی رقمیں ہیں مغربی افریقہ میں ہمارے بہت سے سکول ہیں جو امداد لے رہے ہیں۔ یہاں بھی ہمارے کالج اور سکول کو ایڈ ملتی ہے اور وہ ہمارے بجٹ میں شامل ہوتی ہے۔ وہاں چونکہ کثرت سے سکول ہیں حکومت کی طرف سے جو امداد ملتی ہے وہ ہمارے بجٹ میں شامل ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ دفاتر میں چھٹی تھی تفصیل میں حاصل نہیں کر سکا۔ اس چیز کو بے شک مدنظر رکھیں۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ بیرون پاکستان کی آمد ہمارے دلوں میں تشویش پیدا کرنے والی ہے اس لئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا قدم اس تیزی سے آگے نہیں بڑھا جس تیزی سے ہمارا قدم آگے بڑھنا چاہیئے تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات سے محروم ہو گئے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا تھا۔

بیرونی ممالک کا نقشہ یہ ہے

سنہ ۱۹۵۳ء میں تحریک جدید کی آمد ۴٫۲۰٫۰۰۰ تھی اس میں سکولوں کی جو امداد ملی شامل ہے۔

سنہ ۱۹۶۱ء میں بیرونی ممالک کی آمد ۱۳٫۶۳٫۰۰۰ ہے یعنی چار سال میں ۴٫۲۰٫۰۰۰ سے بڑھ کر ۱۳٫۶۳٫۰۰۰ روپیہ ہو گئی۔ اور سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں جو سال رواں ہے اس میں بیرونی ممالک کی اصل آمد

دفتر بند ہونے کی وجہ سے مل نہیں سکی لیکن جو بجٹ سے وہ تئیس لاکھ بہتر ہزار روپے کا (۰۰۰ر۷۲ر۲۳ روپیہ) یعنی ۰۰۰ر۶۳ر۱۲ سنہ ۱۹۶۱ء کے بجٹ اور آمد کے مقابلہ میں ۱۹۶۷ء میں بیرونی ممالک کا بجٹ ۰۰۰ر۰۰ر۳۰ (تیس لاکھ) ہو گیا ہے اور سنہ ۱۹۵۳ء میں جو بجٹ صرف ۰۰۰ر۲۰ر۴ کا تھا۔ سنہ ۱۹۶۷ء میں وہ بجٹ ۰۰۰ر۰۰ر۳۰ روپیہ کا ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

ان چودہ سالوں میں

قریباً ساڑھے سات گنا یعنی قریباً ساڑھے سات سو فی صد ترقی انہوں نے کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اگر سالِ رواں کا بجٹ ہم سامنے رکھیں تو ہماری ترقی صرف چالیس فی صدی ہے۔ ہماری یہ ترقی دوگنی بھی نہیں ہے اس کے مقابلہ میں بیرونی ممالک کے بجٹ سے جو اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بیرونی ممالک میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا فضل کیا ہے کہ ان کی قربانیوں کا مجموعی طور پر جو نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۳ء اور سنہ ۱۹۶۷ء کے درمیانی چودہ سال میں ساڑھے سات گنا زیادہ (ساڑھے سات سو فی صدی) بڑھ گیا ہے۔ تو جس رفتار سے وہ آگے نکل رہے ہیں اور جس سست رفتاری سے ہم آگے بڑھ رہے ہیں جب ان کا ہم مقابلہ کرتے ہیں تو میرے دل میں تشویش پیدا ہوتی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر مخلص دل میں تشویش پیدا ہوگی

ہماری مالی قربانی

اپنی جگہ پر کھڑی ہیں جو قربانیاں ہم اس وقت تک دے چکے ہیں اگر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک تغیر اور ایک تبدیلی پیدا کرے کہ وہ ہمیں کہیں کہ آؤ ہمیں اسلام سکھاؤ اور ہم کہیں کہ ہمارے پاس تو آدمی نہیں ہمارے پاس تو پیسہ نہیں ہمارے پاس تو ذرائع نہیں کہ ہم تم تک پہنچیں اور تمہیں اسلام سکھا سکیں۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ساری عمر کام کرتے رہے اور اور جب پھل لگنے کا وقت آیا تو تھک کے بیٹھ گئے کہ ہم میں اب سکت نہیں کہ اپنی محنت کا پھل جو محض اللہ کے فضل سے ہمیں ملنے والا ہے ہم اسے توڑیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

میں نے ابھی بتایا ہے کہ پچیس تیس سال جہاں ان اقوام کے لئے بڑے نازک ہیں۔ ہمارے لئے بھی یہ سال بڑے نازک ہیں۔

یہ زمانہ ہمارے لئے انتہائی نازک ہے

اس لئے کہ اس زمانہ میں ہماری ترقی کے بہت سے دروازے کھل رہے ہیں اور کھلیں گے انشاء اللہ۔ اگر ہم اپنی غفلت اور سستی کے نتیجہ میں ان دروازوں میں داخل نہ ہوں۔ تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ہم حاصل کریں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد ہم بن سکتے ہیں۔ پس خوف کا مقام ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیئے ہمیں ڈرنا چاہیئے بد نتائج سے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے ہمیں ان فضلوں کو دیکھنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ ہم پر کر رہا ہے۔ اور اس فضل کے نتیجہ میں ہماری ترقیات کے نئے سے نئے دروازے اور نئی سے نئی راہیں ہم پر کھول رہا ہے۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ اب ہم سے آگے نہیں بڑھا جاتا تو یاد رکھو کہ اسلام کے فدائی آگے تو ضرور بڑھیں گے مگر وہ کوئی اور قوم ہوگی جسے اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا۔ اور وہ ان راہوں پر ان کو چلائے گا۔ کوئی پوچھنے والا آپ کیوں نہیں؟ آپ نے جن میں سے بعض نے پچیس سال تک ان میدانوں میں قربانیاں دیں جن میں سے بعض نے تئیس سال تک ان میدانوں میں قربانیاں دی ہیں۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی قربانیوں کو قبول کر کے غیر ممالک میں غلبہ اسلام کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو یہ آواز دے رہے ہیں کہ آؤ آگے بڑھو غلبۂ اسلام کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ مزید قربانیاں دو تاکہ اسلام کی فتح تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اور آپ یہ کہیں کہ ہم تھک گئے ہیں۔ اب یہ فتوحات ہماری اگلی نسلیں دیکھ لیں ہم نہیں دیکھنا چاہتے۔ کیا یہ جذبہ درست اور معقول ہوگا؟ کیا آپ اسے پسند کریں گے؟ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کسی صورت میں بھی اس چیز کو پسند کریں

پس میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں

بڑے درد کے ساتھ اور بڑے زور کے ساتھ

یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں ہم پر اس رنگ میں نازل کیں کہ ہماری قربانیوں کو قبول کیا۔ آسمان سے فرشتوں کو نازل کیا دلوں سے عیسائیت کو مٹا دیا۔ اور ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ اگر ہم اپنی کوششوں کو اور اپنے عملوں کو اور اپنی محنتوں کو اور اپنی تدابیر کو اور اپنی جدوجہد کو اور مجاہدہ کو تیز سے تیز تر کر دیں تو خدا ایسا کر سکتا ہے اور ہر ایک کے دل میں یہ خواہش ہے۔ کہ خدا ایسا کرے کہ ہم زندگیوں میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب ہوتا دیکھ لیں پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن خرید و فروخت بھی فائدہ نہیں دیتی۔ کسی دوست کی دوستی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ کوئی شفاعت کرنے والا پاس نہیں آتا۔ ایسے آدمی کے پاس نہیں آتا جس نے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس سے یہ وعدہ کیا ہو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ لیکن جب دین کی آواز اٹھے۔ تو وہ کہے کہ دنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں دین کی ضرورتوں کو کیسے پورا کریں۔ ایسے لوگوں کو اس دن نہ کوئی سودا نفع دے سکتا ہے۔ نہ کوئی دوستی نفع پہنچا سکتی ہے نہ کوئی شفاعت کرنے والا انہیں میسر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ بڑی وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

اس دن سے قبل اپنے رب کی رضا کو ڈھونڈتے ہوئے اور اس کو پانے کے لئے ان قربانیوں کو اس کے قدموں پہ جا کر لا رکھو کہ جن کا وہ آج مطالبہ کر رہا ہے۔ جن کا مطالبہ آج وقت کی ضرورت کر رہی ہے۔ جن کا مطالبہ آج یورپین اور دوسری دنیا کی اقوام کے حالات کر رہے ہیں۔

اگلے پچیس تیس سال کے اندر

ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم ان دلوں کو جن میں مسیح علیہ السلام کی محبت مستحکم ہو چکی ہے اپنے رب کے لئے جیت لیں اور پھر خدا کرے کہ ہمارے سکھانے سے اور بتانے سے انہیں اللہ تعالیٰ کا عرفان اور معرفت حاصل ہو۔ اور ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے [illegible] ہمیں بڑے پیار سے یہ کہیں کہ یہ مسیح سے پیار سے جذبہ ہیں جنہوں نے دنیا کی ہر مصیبت اٹھا کر یہ قربانی دے کر ان اقوام کے دلوں میں مسیح کی محبت کو پیدا کیا تھا۔ آج ہم سے زیادہ ان سے محبت کرنے والا کون ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بحوالہ الفضل مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۶۷ء

ایک حادثہ اور درخواست دعا

پچھلے دنوں خاکسار نے احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے اپنی ایک بچی کے لئے جو عارضہ میں بہت بیمار ہے دعاؤں کی درخواست کی تھی۔ اس سلسلہ میں خاکسار عیادت کے لئے مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو جب ٹرین پر سوار ہو کر سودہ پور سٹیشن گیا تو مسافروں کے ہجوم کی وجہ سے خاکسار گاڑی پر سے جلد نیچے اتر نہ سکا [illegible] کے درمیان ہی گاڑی چل پڑی تو خاکسار گھبراہٹ کے عالم میں گاڑی پر سے پلیٹ فارم پر کود پڑا۔ اس کے نتیجہ میں گو خاکسار بری طرح مجروح ہو گیا لیکن الحمد للہ غیر متوقع اور معجزانہ طور پر سلسلہ کی خدمت کے لئے اس نے اس ضعیف الانسان کو موت کے منہ سے بچا لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس وقت ڈاکٹری علاج جاری ہے ناچیز کے بائیں پاؤں میں سخت ضرب آ جانے کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری لڑکی کو اور مجھ ناچیز کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار سید صمصام الدین احمد عفا عنہ مقیم احمدیہ مسجد کھدرک اڑیسہ۔

۲۔ جماعت احمدیہ کرولائی (مالابار) کے ایک مخلص احمدی نوجوان مکرم عبدالکریم صاحب [illegible] سے مدراس کے جنرل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ کل ان کے [illegible] کا اپریشن ہوا ہے۔ درویشان کرام اور احباب جماعت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین موصوف کے تمام رشتہ دار غیر احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نزیل مدراس۔

شذرات

مچھلی اور کیکڑا

آج کل احمد آباد (گجرات) میں ایک مچھلی کی نمائش ہو رہی ہے جس کے بدن پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔ یہ مچھلی مشرقی افریقہ کے سمندر میں ملی ہے۔ اور گجرات کے ایک مسلمان تاجر منہ مانگا دام دے کر اسے یہاں لائے ہیں۔ بیمہ کمپنی نے دس لاکھ کا بیمہ بھی کر لیا ہے۔ احمد آباد کے بعد یہ مچھلی دوسرے شہروں میں بھی نمائش کے لئے بھیجی جائے گی۔ مسلمان اسے تعجب اور عقیدت کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور واعظان خوش بیان یہ ثابت کر رہے ہیں کہ نور اسلام سے صرف زمین اور آسمان ہی نہیں جگمگا رہے بلکہ سمندر کا قطرہ قطرہ بھی اسی نور سے چمک رہا ہے۔ کل تک تو ہم بھی اس خبر میں ایمانی لذت محسوس کر رہے تھے۔ مگر آج ایک دوسری خبر نے سارا مزہ کرکرا کر دیا۔

وہ خبر یہ ہے کہ کوچین (کیرالا) کے سمندر میں ایک کیکڑا ملا ہے جس کے بدن پر صلیب کا نشان ہے۔ یہ کیکڑا بمبئی لایا گیا ہے۔ اور "سدا نندی آشو کا میڈیکل ہال" میں رکھا گیا ہے۔ عیسائی جوق در جوق اس کیکڑے کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ ۱۶ر اکتوبر کے "ٹائمز آف انڈیا بمبئی" میں اس کا فوٹو بھی شائع ہو گیا ہے یعنی اس کی پیٹھ پر صلیب کا نشان موجود ہے۔

نامہ نگار نے ایک مستشرق کی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ ذرا اس صلیب کے اوپری حصے کو غور سے دیکھیے تو ہر ایک انسان کا سر نظر آئے گا۔ اور اس پر کانٹے کا تاج بھی۔ اس کیکڑے کا فوٹو میرے سامنے ہے۔ میں نے یہ پڑھ کر جب اسے غور سے دیکھا تو مجھے اس پر آدمی کا سر اور کانٹے کا تاج نظر آیا۔ یعنی جناب یسوع مسیح کی شبیہ جنہیں صلیب دینے سے پہلے کانٹے کا تاج پہنایا گیا تھا۔

[illegible] با خبر دوست سے ان دو عجیب خبروں پر تبصرہ کرنے کو کہا۔ تو انہوں نے ایک مفکر اور مدبر کی طرح [illegible] دونوں خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کی مچھلیاں مسلمان ہو گئی ہیں اور کیکڑے عیسائی۔

میں نے جب ان کے جواب پر غور کیا تو بندوں کے ایمان میں قدرت کا یہ عمل دخل مجھے بھی بالکل درست نظر آیا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو اب آسمانی کتابوں اور انبیاء کی تعلیمات میں خدا کا نور نظر نہیں آتا۔ اسی لئے خدا نے بھی بندوں کی تغیر پذیر ذہنیت کو دیکھ کر اپنی سنت بدل ڈالی۔ اور انسانوں کی بجائے اس نے مچھلیوں اور کیکڑوں کو ذریعۂ ہدایت و عرفان بنایا۔ اس سے اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو اتنا فائدہ ضرور ہو گا کہ "کالی دولت" اب دریا برد کرنے کی بجائے ایسی ہی مچھلیوں اور کیکڑوں کی خریداری میں کھپ جائے گی۔

مسجدیں ویران ہوا کریں گی اور گرجے سنسان۔ اس سے ایمان میں کونسا خلل پڑتا ہے۔ پڑوسی بھوکے ہیں۔ بیوہ دکھی اور یتیم بے آسرا۔ ان سے انسانی اخلاق میں کونسی خرابی آتی ہے۔ بس اتنا کافی ہے کہ اس قسم کی مچھلیاں اور کیکڑے خرید خرید کے مشاہدۂ جمال کرتے رہیں۔

اردو کمیٹی

آجکل بمبئی کے چند مسیحاؤں نے مل جل کر ایک اردو کمیٹی بھی نئی جاری ڈالی ہے۔ اس کا نام ہے "اردو کمیٹی" انہیں اردو نوازوں میں سے ایک صاحب مجھے ایک فٹ پاتھ پر مل گئے۔ ملتے ہی بڑے جوش و خروش سے اردو زبان کی ضرورت و اہمیت پر ایک عمدہ تقریر کر ڈالی اور پھر خود ہی میری طرف سے وکالت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ لوگ بھی تو اردو کے حامی ہیں "اردو کمیٹی" کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ ان کی تقریر میں جوش زیادہ تھا اور سنجیدگی کم۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اپنی شاعرانہ شعلہ نوائیوں سے مخالفین اردو کو بھسم کر ڈالیں گے۔ میں نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ میں ایک احمدی ہوں۔ اردو ہم احمدیوں کا لباس ہے۔ ہم لوگ لباس ہی کی طرح اس کے تحفظ اور زینت کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ غالب کے یہ پرستار اس معمولی سی تشبیہ کی گہرائی میں بھی غوطہ نہیں لگا سکے۔ اور گھبرا کے آگے بڑھ گئے۔

اس کے بعد ایک دوسرے اردو پرست مجھ سے ملنے آئے۔ اور کہا کہ میں آپ کے حصے کے ٹکٹ لایا ہوں۔ اپنے حلقۂ احباب میں فروخت کر دیجئے۔ یہ ہیں سو سو روپے کے ٹکٹ۔ یہ پچاس پچاس روپے کے۔ اور یہ ہیں دس دس اور پانچ پانچ روپے کے۔

میں نے ایک ایک ٹکٹ بک اٹھا کر دیکھا۔ اور اردو پرستوں کی خوش مذاقی پر جھوم اٹھا۔ یہ ساری رسیدیں انگریزی میں تھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ "اردو کمیٹی" کی طرف سے انگریزی پروگرام کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یا یہ لوگ اردو کی اس ادبی نشست میں انگریزی زبان میں اردو بولیں گے۔ زبان کی یہ قسم سننے کا مجھے بھی اشتیاق ہوا۔ اور جی میں آیا کہ ایک ٹکٹ ابھی خرید لیں۔

پھر سوچ کر اس ادبی نشست کا پروگرام پوچھا تو جواب ملا کہ دو مشہور فلم ایکٹر اور ایکٹریس یعنی دلیپ کمار اور مینا کماری اس پروگرام کو رنگین بنائیں گی۔ انہیں دیکھ کر لاشۂ اردو میں جان آ جائے گی۔ انہوں نے یہ بات اس طرح کہی جیسے یہی پروگرام کا سب سے اہم جزو ہو۔

میں نے بھی یہ سن کر ذرا صاف گوئی سے کام لیا اور کہا کہ معاف کیجئے گا مجھے آپ کے اس خیال سے اتفاق نہیں۔ بیس سال تجربہ بتا رہا ہے کہ ایسی ادبی نشستوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسے دلیپ کمار کے گانے سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ مینا کماری کے رقص سے دستخطی مہم سے کہ اردو کے نام پر صوبہ بہار کے حالیہ انتخاب تک کوئی کوشش اردو کو اس کا جائز حق دلانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس لئے اب آپ لوگوں کو اردو کا حق منوانے کے لئے ادبی نشست و بے ضابطہ کا پروگرام ترک کر کے دوسرا طریق کار اختیار کرنا چاہیئے۔ آپ کے پروگراموں میں محمد شاہ رنگیلے اور بہادر شاہ ظفر کے دربار کی جھلک نظر آتی ہے لیکن آج کے سیاسی و صنعتی دور میں اس جھلک کی کوئی قیمت نہیں۔ آپ کے پاس کون سا فن ہے؟ محض الفاظ کی تراش خراش۔ خیالات کی نزاکت، ندرت اور مضامین کا حسن و نضارت لیکن آج کے اہل معاملہ اس کو ذہنی تعیش قرار دیتے ہیں۔

تو کیا اردو کے لئے جد و جہد ترک کر دی جائے؟

ہرگز نہیں مگر حصول مقصود کے لئے مفید و نتیجہ خیز طریق استعمال کرنا چاہیئے۔

وہ طریق کیا ہے؟

اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو سنئے کہ اردو کا مسئلہ حل کرنے کے لئے سب سے پہلے مسلمانوں کو اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اسی کو مسلمانوں کے مسائل میں سے ایک مسئلہ سمجھنا چاہیئے یہ درست ہے کہ اردو ہندو مسلم اتحاد و یکجہتی کی ایک یادگار ہے لیکن اس اعتراف کے باوجود برادران وطن اس کو اپنا مسئلہ نہیں سمجھتے وہ اپنی دنیا میں مگن اور اپنے حال میں مست ہیں۔ اور اس وقت جب سارے ملک میں صوبہ پرستی سر اٹھا چکی ہے اور لسانی بنیادوں پر نئے نئے صوبے بن رہے ہیں کون اپنی صوبائی زبان کو چھوڑ کر اردو کا ساتھ دیگا۔ اگر برادران وطن آپ کی ادبی نشستوں میں حصہ لیتے ہیں تو اسی طرح جیسے کوئی اپنے شناسا کی موت پر تعزیت کے لئے آتا ہے یا کسی دوست کی بیماری پر بیمار پرسی کو جاتا ہے۔ اس اعتراف کی اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں۔ اس لئے آپ لوگ یہ خیال دل سے نکال ڈالئے کہ اردو کے لئے آپ ہی کی طرح برادران وطن بھی سوگوار ہیں۔

اچھا تو اس کے حل کا طریق کیا ہوگا؟

اس کے حل کے دو طریق ہیں۔ مسلمانوں کی صحیح قیادت اور با اثر اخبارات کا اجرا۔ کیا آپ کو اکبر الہ آبادی کی یہ نصیحت بھول گئی ہے کہ

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو
جب توپ مقابل ہو تو اخبار نکالو

آپ لوگ ان ادبی نشستوں کی بجائے صحیح قیادت کی تلاش کیجیے۔ ایسا تانا مسلمانوں کے جس فرقے میں ملے لے لیجئے۔ پھر ایک طاقتور پریس قائم کیجئے۔ اس طرح آپ کا مطالبہ قابل سماعت ہوگا۔ اور آپ کی آواز ارباب حل و عقد کے کانوں تک پہنچے گی۔ ورنہ کون آپ کی ان ادبی نشستوں پر کان دھرتا ہے۔ خواہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ نشست ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ذرا یہ تو بتائیے کہ اس وقت جب سارے بھارت میں ہندو مسلم فسادات کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اور کئی جگہ مسلمانوں کا قتل عام ہو چکا ہے۔ اردو کمیٹی کو محفل شعر و نغمہ کی کیا سوجھی؟ اس وقت اگر کوئی ادبی نشست بلائی ہی تھی تو مرثیہ گوئی کی مجلس بلانی چاہیئے تھی۔

(سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے سہ روزہ تبلیغی جلسے

اور غیر مبایعین کا کردار

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

وادیٔ کشمیر مسیح محمدی کے وہ روحانی پرندے جو وادیٔ کشمیر کی حسین چٹانوں اور دلفریب ڈالیوں پر بیٹھ کے زمزمہ سنجی کر رہے ہیں۔ ان کے بے قرار نغموں نے آخر نئی رت دعوت و تبلیغ قادیان کے دل کو بھی برما دیا۔ ذوق نغمہ پیرائی جسے ہم اپنی اصطلاح میں لذت تبلیغ اور لطف حیات کہتے ہیں۔ بے اثر نہیں ہو سکتا۔ نئی رت مذکور کی طرف سے مبلغوں کے ایک وفد کو دو ماہ کے لئے ان ڈالیوں پر آشیانہ بنانے کا حکم دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کا یہ طیفہ جس نے شراب طہور پی ہے ایک اشارے پر پنجاب کے میدانی علاقے کو چھوڑ کر پہاڑ مال سے گزرتا ندی نالوں ندیوں کو پھلانگتا ہوا ۲ر اگست کو کشمیر کی حسین و جمیل وادی میں پہنچ گیا۔ ان طیور مسیحی کی قیادت کا بوجھ اٹھائے کوئی اس ڈالی پر جا بیٹھا اور کوئی اس ڈالی پر۔ قدرت نے ان کی نواؤں میں زیادہ کشش اور دلآویزی رکھی تھی۔ سارے پرندے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے کوہستانی ہوں یا صحرائی۔ چنار کے ٹھنڈوں پر بیٹھنے والے ہوں یا سفیدے کی ٹہنیوں پر۔ پہلگام سے لے کر اچھابل تک اور گنگناگ سے لے کر ابربل تک کی فضا ان کے پر کیف نغموں سے گونج اٹھی۔ "اسلام آباد" کی ساری تحصیلیں ان کے سحر آفریں ترنم سے مسحور ہو گئیں۔ پہاڑی مزاروں میں ارتعاش پیدا ہوا آزادیوں کے گل رنگ ماحول میں حرکت۔ چنار نوشیوں سے ہجوم افضاء اور چیڑ پہ رقص کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آخر بے خودی و زندگی کی یہ کیفیت کیوں نہ پیدا ہوتی۔ دیار حبیب سے قافلوں کی آمد آمد کا غلغلہ تھا۔

یہ مسیحی پرندے دو ماہ تک "اسلام آباد" کی فضا میں نغمات بکھیرتے رہے اور نیک سیرت انسان ان نغمات میں روحانیت کے موتی رولتے رہے۔ ان کا منبع اہم دلنشین تھا اور گرفتار محبت انگیز نغموں کی ٹولی شیدائیوں کا گروہ۔ اسکول اور کالج کی سوسائٹیوں ... پران بلدیہ شخصیتوں کا اثر پڑتا گیا۔ شورت۔ سنی پورہ۔ آسنور۔ ہاری پاری گام۔ رشی نگر۔ پاڑی پورہ باشعور جہاں جہاں دلبروں نے محفل جمائی۔ اہل ذوق اپنے اپنے جام لے کر پہنچے اور لب تشنہ کی تشنگی بجھاتے گئے۔

تبلیغی وفد کا بھدرواہ میں نزول یہ قافلہ اسی طرح عرفان و محبت کے جام لٹاتا ہوا ۵ر اکتوبر کو سری نگر اور جموں سے بھدرواہ پہنچا۔ ایک دوسری حسین و جمیل گلگشت ہے۔ اُن بیتاب پرندوں کا غول یہاں بھی موجود تھا۔ جن کا بسیرا پہلے "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" کے پیڑ پر تھا۔ مگر اب وہ "جماعت احمدیہ قادیان" کی ڈالیوں پر بیٹھ کے نغمہ سنجی کرتے ہیں۔ کبھی اجڑا کے نبوت کے نغمات سناتے ہیں اور کبھی "برکات خلافت" کے راگ لحن داؤدی میں گاتے ہیں۔ ایک ایسی وادی جسے چاروں طرف سے اونچے اونچے پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے۔ جہاں بولنے والے کی آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر خود اس کے کانوں میں گونجنے لگتی ہے۔ یہ بلند پرواز شاہین کی طرح اس کی فضاؤں میں اڑ کر نغمہ زن ہوتے ہیں اور ان کی زندگی بخش صدا سے "مرغ بریاں" کے جسم میں بھی بال و پر نکل آتے ہیں۔ یہ بھدرواہ کی اس جماعت احمدیہ کا تعارف ہے جو مسیح پاک کے منصب نبوت اور خلافت احمدیہ کی ابدی برکات پر ایمان رکھتی ہے اور جس نے بھدرواہ کے تشنہ لبوں کو شراب زندگی پلانے کے لئے ۶، ۷ اور ۸ر اکتوبر کو پے در پے تین تبلیغی مجالس کے انعقاد کا اعلان کیا۔ اسے عصر حاضر کی وحشت و بربریت کے عریاں رقص پر آنسو بہانے تھے۔ انسانی معاشرے کے حسین پیکر کو رعب گر کرنا تھا۔ امن و صلح کے یہ پیغمبر اہل دل کو رشتوں اور ادارات کا سندیش سنانا چاہتے تھے۔ قومی اتحاد و یکجہتی کی بانسری بجا کر انسانیت کے جذبات خفتہ کو بیدار کرنا چاہتے تھے۔ انہیں کسی سے نفرت نہ تھی نہ عداوت۔ سکھوں سے نہ ہندوؤں سے عیسائیوں سے نہ مسلمانوں سے۔ پھر ہمارے وہ بچھڑے ہوئے بھائی جو قادیانی کی بجائے "لاہوری" کہلاتے ہیں، سادہ مزاج مبلغوں کا یہ وفد انہیں کیا چھوڑتا۔ بلکہ ان سے تعاون کا امیدوار تھا۔ مگر بالعجب کہ وہ لوگ جو مندروں اور گوردواروں میں جا کر جمال الوہیت کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو پیاسوں کی طرح روزانہ ان کے پاس جوق در جوق جمع ہوتے رہے مگر وہ جو مساجد میں جا کر آستانۂ الٰہی پر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ انہوں نے معاندانہ روش اختیار کی۔ اور افسوس کہ وہ لاہوری حضرات جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اظہار عقیدت کرتے ہیں اور آپ کے بعض دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی انہیں اعدائے احمدیت کا ساتھ دیا

مولوی عبدالکریم لاہوری کی رقعہ بازی پہلے دن جب مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب امیر وفد نے اپنی بصیرت افروز تقریر میں حج کی برکات اور آثار مقدسہ کے مشاہدات بیان کئے تو ہمارے لاہوری بھائی کی طرف سے ایک سوالیہ رقعہ آگیا

> اچھا بتایئے کہ آپ حج کو گئے تھے تو وہاں نماز کس کے پیچھے پڑھتے تھے؟
> وہاں تو آپ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے تو کیا آپ نے منافقت نہیں کی؟

یہ رقعہ کیا تھا۔ ایک تیر تھا جو تاک کر ہم لوگوں کی طرف پھینکا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ نشانہ خطا گیا۔ مولوی بشیر احمد صاحب نے اعلان کر دیا کہ

پچھلے سال حج بیت اللہ سے ڈیڑھ سو احمدی مشرف ہوئے۔ ہم سب خانہ کعبہ میں الگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

حاضرین نے اس حق گوئی کی تعریف کی۔ لاہوری دوست نے جب دیکھا کہ یہ وار خالی گیا تو دوسرا تیر چلایا یعنی تیسرا اور تیر تھا۔

> آپ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھتے؟

۷ر اکتوبر کے جلسہ کو خطاب کیا ... نہیں پڑھا وغیرہ

خدا شاہد ہے کہ ہمیں ایسی غیر متعلق رقعہ بازیوں کی قطعاً امید نہ تھی ہم تو باہمی محبت و رواداری کے نغمات سنا رہے تھے۔ اور یہ ہمیں لڑاکے مرغ کی طرح چونچ پہ چونچ مار رہے تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ جلسہ درہم برہم ہو جائے۔

اغراض جلسہ کی وضاحت اور پُرامن رہنے کی اپیل چوہدری ... الدین ... صاحب جب "عرب و اسرائیل کی جنگ" پر تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اپنے موضوع سے پہلے کرسی سے پہلے جلسے کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اپنے لاہوری بھائیوں سے امن و آشتی کے ساتھ رہنے کی اپیل کی۔ اور بتایا کہ یہ جلسہ آپ سے اختلافی مسائل پر مباحثہ و مناظرہ کے لئے منعقد نہیں ہوا۔ ہے اگر کسی کو ان مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنا ہو تو لوگوں کی قیام گاہ پر آ جائے۔ نیز کہا کہ ہم لوگ آپ کے شہر کے معزز مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اکرام ضیف کا خیال کیجئے۔ مگر افسوس کہ ان سے اخلاق و انسانیت کے نام پر جتنی اپیلیں کی گئیں سب ضائع گئیں۔ رقعہ بازی کا سلسلہ جاری رہا اور تیسرا تیر بھی ... ہے۔

... نے عرب و اسرائیل کی جنگ پر تقریر کی تو ایک رقعہ بھیج کر اس پر بھی ایک عجیب اعتراض کر دیا گیا۔

مگر تائید الٰہی دیکھئے کہ اس وقت میز پر الفضل کی ایک پرانی اشاعت پڑی تھی جس میں اس اعتراض کا مفصل جواب موجود تھا۔ چنانچہ مکرم مولوی ... صاحب صدر جلسہ نے الفضل کا وہ حصہ پڑھ کر سنا دیا۔ اور رقعہ نویس کے ارادے پر اوس پڑ گئی۔

۶ر اور ۷ر اکتوبر کے جلسوں کو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں شاندار قبولیت دی۔ اس سے ہمارے لاہوری بھائی اور بھی برافروختہ ہو گئے۔ اور ہم لوگوں کا وجود ان کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا

لاہوریوں کا حیلہ ۸ر اکتوبر کو جماعت احمدیہ بھدرواہ کی طرف سے اور ایک جلسہ کا انعقاد کا اعلان ہوا لیکن لاہوری پارٹی کے نقیب جناب مولوی عبدالکریم صاحب جن کی ... یہ ... پڑھے تھے زیادہ ... ہوگا کہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

انہوں نے اس جلسہ سے پہلے آج اپنے جلسے کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ اور تین گھنٹوں تک معقول دھوار تقریریں کرتے رہے۔ کبھی اپیل ہوئے تو کبھی بیٹا اور کبھی روح القدس۔ جلسہ گاہ میں اختلافی مسائل تین گھنٹوں تک فٹ بال کی طرح اچھالے جاتے رہے۔ کسی نے مسئلہ امامت چھیڑا تو کسی نے مسئلہ جنازہ۔ کسی نے مدعی نبوت پر لعنت بھیجی تو کسی نے مسیح پاک کی ذریت طیبہ کو مطعون ٹھہرایا۔ باپ نے زبان کی تلوار چلائی تو بیٹے نے الفاظ کے نیزے مارے۔ بعافیت بھانت کے منہ اور بھانت بھانت کی بولیاں۔ تین گھنٹوں کے بعد جا کر ان کا یہ پروگرام ختم ہوا۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد کا اعلیٰ کردار

میری سادہ لوحی دیکھئے کہ میں نے پہلی مرتبہ اپنے ٹھیک کر اس جلسے کا حال دیکھنا چاہا۔ جب ہوا موافق ہوتی تو چند باتیں سننے میں آ جاتیں۔ مگر آج مقصود کا مقصد تھا کہ حاضرین کو ڈھونڈتے ہی کبھی کبھی ہو سکیں۔ سنا ہے کہ بعد میں جو میدان میں ایک دوسرے کو چھیڑ چھاڑ رہے تھے۔ رونق جلسہ تھے۔ بہر حال یہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے اعلیٰ کردار کا ثبوت ہے کہ الحمد للہ کسی نے ان کے جلسے میں رخنہ ڈال کر اپنی حاسدانہ ذہنیت اور تخریب کارانہ طبیعت کا اظہار نہیں کیا۔

تیسرا اجلاس

اس دن اعلان کے مطابق جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے دن کے تین بجے جلسہ کی کارروائی شروع کر دی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج مولوی عبد الکریم صاحب بپھرے ہوئے شیر کی طرح اپنے کچھار میں بیٹھے تھے۔ تقریر شروع ہوئی کہ وہ جھپٹ پڑے اور دفتر رقعے آنے لگے۔ آج مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ بہار نے شائستگی اور سنجیدگی کے ساتھ "غلبۂ حق" کتاب کے حوالے سے لاہوری حضرات کی چند دکھتی ہوئی رگوں کو پکڑا۔

(۱) ایک یہ تھی کہ مکرم مولانا محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر مبایعین کا یہ عقیدہ تھا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کے یا مسیح ناصری کے دوبارہ نزول کا قائل ہے وہ "ختم نبوت" کا منکر ہے۔ اور جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۲) اسی طرح مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے نزدیک سارے غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

۲۔ انہوں نے یہ بات بھی کہی کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور مولوی صدر الدین صاحب امیر جماعت کے درمیان زبردست اختلافات تھے دونوں ایک دوسرے کی اخلاقی اور دینی حالت پر حملے کیا کرتے تھے۔

۳۔ تیسری بات جو انہوں نے کہی۔ وہ یہ تھی کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے ان کی وفات کے بعد ایک خط میں اپنے ایک ہم خیال کو یہ لکھا کہ ان کے شوہر نے مولوی صدر الدین صاحب۔ مولوی عبد الرحمن صاحب مصری اور مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کے متعلق یہ وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازے کو ہاتھ نہ لگائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴۔ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ "ولادت مسیح" کا عقیدہ رکھنے والوں کے خلاف بھی پڑھ کر سنایا۔

لاہوری دوستوں کے لئے یہ سب باتیں بہت تلخ تھیں۔ مگر یہ سب مستند۔ فاضل مقرر نے "غلبۂ حق" کے حوالے سے یہ سب باتیں بیان کیں۔ اور سارے حوالے پڑھ پڑھ کے سنائے گئے۔ میرے پاس اس وقت غلبۂ حق نامی کتاب نہیں اس لئے میں نے اپنے الفاظ میں تحریر کر دیا ہے۔

اتفاق سے اس دن کرسی صدارت پر میں بیٹھا تھا۔ دھڑا دھڑ میرے پاس رقعہ جات آنے لگے۔ ایک تانتا سا بندھ گیا۔ ان کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ "غلبۂ حق" سے حوالے مت پڑھو۔ اصل کتاب دکھاؤ۔

رقعہ کا جواب

رقعہ بازوں کی یہ رفتار دیکھ کر میں نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔ دوسری بات یہ تھی کہ اس وقت میرے پاس ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب کی کتاب "ولادت مسیح" موجود تھی میں نے ارادہ کیا کہ اس کتاب میں جو بہت قابل اعتراض باتیں ہیں۔ آج اس اسٹیج پر پڑھ کے سناؤں۔

چنانچہ جب مولوی عبد الحق صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ تو میں مائک کے پاس آیا اور پہلے مولوی عبد الکریم صاحب کے اس سوال کا جواب دیا کہ حوالہ اصل کتاب سے دکھاؤ۔

"غلبۂ حق" کے حوالوں کے مستند ہونے کا ثبوت

میں نے انہیں بتایا کہ "غلبۂ حق" میں بہت سی کتابوں اور رسالوں کے حوالے ہیں اصل کتابیں اور رسالے تو اس وقت ہم لوگوں کے پاس نہیں ہیں۔ مگر ہم تحدی کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے سارے حوالے درست ہیں اگر اس کا کوئی حوالہ غلط ہوتا تو آپ کو اعتراض کرنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی۔ یہ کتاب جس کے جواب میں لکھی گئی ہے یعنی جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ سب سے پہلے ان غلط حوالوں پر وہ اعتراض کرتے۔ اگر وہ خاموش تھے تو پیغام صلح، ریویو آف ریلیجنز اور لائٹ۔ ان میں سے کوئی اس پر اعتراض کرتا۔ اور سبھوں کی خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کتاب میں جتنے حوالے درج ہیں۔ سب درست ہیں پھر اس سیدھے سادے اور معقول جواب کی سبھوں نے تصدیق کی۔

کتاب ولادت مسیح کے حوالے

دوسری بات میں نے یہ کہی کہ اگر مولوی عبد الکریم صاحب کو اصل کتاب کے حوالے دیکھنے کا شوق ہے تو میں ان کا یہ شوق بھی پورا کئے دیتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس ان کے سلسلے کی ایک کتاب ہے۔ اس کا نام ہے "ولادت مسیح" یہ ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب مرحوم کی تصنیف ہے ان کا شمار اس پارٹی کے عمائدین میں ہوتا ہے اور یہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" سے شائع کی گئی ہے۔ مجھے یہ کتاب بھارت میں ان کی پارٹی کے نمائندہ جناب عبد الرزاق صاحب انجینئر نے دی ہے جو میرے ایک دوست ہیں۔

اس کتاب کے تین مقامات پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے اصل عبارتیں پڑھ کر سنائیں۔ میرے پاس جو نسخہ تھا وہ جماعت احمدیہ حیدرآباد نے رکھ لیا اس لئے میں ذیل میں اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں تحریر کرتا ہوں۔

۱۔ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے وہ حضرت مریم کی عفت پر الزام لگاتا ہے

۲۔ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت مریم میں مردانہ اور زنانہ دونوں قوتیں تھیں۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسی عورت مخنث ہوتی ہے

۳۔ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے اس کا دماغ خلل خوردہ ہے

ایک احمدی جس کے سینے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درد ہے وہ کبھی آپ پر ایسے بیہودہ الزامات لگانے کی جرأت نہیں کرے گا۔ مگر معلوم نہیں کہ لاہوری پارٹی کی احمدیت کیسی ہے کہ ان کے اکابر مسیح پاک پر ایسے الزامات لگاتے ہیں۔ اور پھر آپ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں۔

میں نے اپنے دل پر جبر کر کے اس کتاب سے متعلقہ عبارتیں پڑھ پڑھ کے سنا دیں۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب کو دعوت دی کہ اگر وہ چاہیں تو اسٹیج پر آ کے یہ کتاب دیکھ لیں۔ اور پھر غیر احمدیوں سے کہا کہ میں جناب عبد الکریم صاحب لاہوری کو آپ حضرات کے سامنے ان کے اصل روپ میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ دوست اور دشمن کی تمیز کریں۔

اس کے بعد جناب عبد الکریم صاحب نے کوئی رقعہ بازی نہیں کی۔ البتہ اپنی پارٹی کے بھارتی نمائندے جناب عبد الرزاق صاحب آف بمبئی کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں ان کو میرے خلاف ورغلاتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ میں نے اسٹیج پر ان کا نام نازیبا طور پر لیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ میں نے تو اسٹیج پر کبھی جناب عبد الکریم صاحب کا نام بھی نامناسب رنگ میں نہیں لیا۔

دردمندانہ گذارش

اب کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے جلسے خیر و خوبی سے ختم ہو گئے۔ مولوی عبد الکریم صاحب کو اپنے کردار پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ ہم جو حیدرآباد "محض محاسن اسلام" بیان کرنے آئے تھے۔ اور ان کے شہر میں نو وارد مہمان تھے انہوں نے ہم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے ہم لوگوں کو اختلافی مسائل میں الجھانے کی کیوں کوشش کی؟ کیا ان کے رقعوں کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی نیت نیک تھی۔ یا انہوں نے شہرت کے معمولی آداب، اکرام ضیف، کا کچھ خیال کیا؟

۸ر اکتوبر کو جب میں کرسی صدارت پر بیٹھا تو مجھ سے کہا گیا کہ ذرا ہوشیار رہیئے گا۔ پتھر چلنے کا اندیشہ ہے۔ کہنے والے نے تو مجھ سے یہ کہا کہ اس سازش میں مولوی عبد الکریم صاحب کا بھی ہاتھ ہے۔ یہ وہم ہو یا نہ ہو۔ مگر ان کی معاندانہ روش کو دیکھ کر یہ گمان ضرور ہوتا تھا کہ اگر پتھر چلائے گئے تو وہ پتھر چلانے والوں کا ساتھ دیں گے۔ الحمد للہ کہ یہ نوبت نہیں آئی۔ اور پولیس کے جوانوں نے بروقت بہت مؤثر حفاظتی اقدامات کر لئے۔

دعوت فکر

مولوی عبد الکریم صاحب کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ "غلبۂ حق" سے مکرم مولوی عبد الحق صاحب نے جو حوالے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

نتیجہ امتحان کتاب "آسمانی فیصلہ"

نظارت ہٰذا کی طرف سے ہر سال بالعموم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ کم از کم حضور علیہ السلام کی ایک کتاب ہر سال احباب جماعت بنظر غائر پڑھ لیا کریں۔ اگر امتحان کو مدنظر رکھ کر کوئی کتاب پڑھی جاتی ہے تو اس کا مضمون ایک عرصہ تک ذہن میں مستحضر رہتا ہے یہ طریق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا تھا لیکن افسوس ہے کہ نظارت کی طرف سے بار بار اعلان کرنے کے باوجود اس دفعہ جو امتحان حضور کی کتاب "آسمانی فیصلہ" کا ہوا۔ تو اس میں صرف ۱۳۲ - افراد نے حصہ لیا۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس میں حصہ لینے والے ہزاروں کی تعداد میں ہوتے۔ نظارت ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یا کسی اور بزرگ) کی نسبتاً چھوٹی کتاب کا امتحان لیتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جو تعداد امتحان میں شامل ہوتی وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ آئندہ جماعت کو اس امر کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ سراسر خیر و برکت کا موجب ہے۔ حضور نے تو فرمایا ہے کہ میری کتب کو ہر احمدی کم از کم تین دفعہ پڑھے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس میں کبر پایا جاتا ہے۔ پھر کون احمدی ہے جو اس طرف سے بے توجہی کرے۔

کتاب "آسمانی فیصلہ" میں شامل ہونے والے ۱۳۲ - افراد میں سے چھ فیل ہوئے اور عزیزم محمد انعام صاحب غوری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان ۸۷ نمبر لے کر اوّل آئے ہیں اور مکرم منیر احمد صاحب بانی و مکرم شریف احمد صاحب بانی کلکتہ (ہر دو دو بھائی محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے فرزند ہیں) ۸۵ ر ۸۵ نمبر لے کر دوم رہے۔ اسی طرح محترم سیٹھ صاحب کی بیٹی شکیلہ اختر صاحبہ اور جی ایم عنایت اللہ صاحب نسیم بنگلوری ۸۲، ۸۲ نمبر لے کر سوم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو مبارک کرے۔ اسم وار نتیجہ درج ذیل ہے:۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان

مکرم سید شہامت علی صاحب ۶۷
" ملک نذیر احمد صاحب ۶۸
" خواجہ احمد حسین صاحب ۶۱
" بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت ۶۲
" صوفی علی محمد صاحب حداد ۴۵
" شیخ مسعود احمد صاحب ۷۶
" ضیاء الرحمٰن صاحب عباسی ۷۹
" حمید الدین — متعلم مدرسہ احمدیہ ۴۹
" شکیل احمد — " " ۷۵
" مظفر احمد فضل — " " ۶۸
" بی ایم کریم احمد — " " ۶۱
" عبدالرشید — " " ۶۹
" سراج الدین جنید — " " ۶۹
" مجید احمد — " " ۷۸
" بشارت احمد حیدر — " " ۶۵
" نور الاسلام — " " ۵۴
" محمد حمید گجراتی — " " ۶۸
" سکا محمد فاروق — " " ۵۷
" بشارت احمد محمود — " " ۵۳
" سلطان احمد — " " ۷۰
" محمد انعام غوری اوّل — " " ۸۷

مکرم شیخ غلام نبی — مدرسہ احمدیہ ۶۸
" جاوید اقبال — " " ۶۰
" رفیق احمد ناناباری — " " ۶۸
" محمود احمد صاحب عارف ۷۰
" محمود احمد صاحب بشر ۴۳
" سید جعفر حسین صاحب ۶۸
" فتح محمد صاحب آسم ۶۰
" محمد شریف صاحب گجراتی ۴۸
" مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی ۷۸
محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ ۷۹
" حلیمہ بشریٰ صاحبہ لقاپوری ۷۲
" سعیدہ بشریٰ صاحبہ " ۶۶
" آصفہ طیبہ صاحبہ ملک ۶۷
" امۃ القیوم صاحبہ ملکانہ ۴۲
" خورشیدہ بیگم صاحبہ ۴۴
" راشدہ زرینہ صاحبہ ۷۲
" مسرت بیگم صاحبہ ۲۷
" نصرت بیگم صاحبہ ۴۴
" غالبہ بیگم صاحبہ ۷۳
" نور النساء صاحبہ ۴۰
" سہیلہ خاتون صاحبہ ۵۲

کلکتہ

مکرم منیر احمد صاحب بانی دوم ۸۵
مکرم شریف احمد صاحب بانی دوم ۸۵
" محمد ادریس صاحب ۶۲
" محمد حنیف صاحب ۴۹
" نیروز الدین صاحب ۶۹
" ظفر احمد صاحب ۴۴
" محمد شمیم صاحب ۷۱
" صدیق احمد صاحب امینی ۵۸
" ماسٹر مشرف علی صاحب ۷۲
" سید ظفر احمد صاحب ۶۳
" شفیع احمد صاحب ۴۴
محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ سوم ۸۲
" شریفہ صادقہ امینی صاحبہ ۵۸
" امینہ فرحت صاحبہ ۷۲
" سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ ۴۰

شاہجہانپور

مکرم محمد عقیل صاحب ۶۳
" ڈاکٹر محمد حامد صاحب ۵۰
محترمہ مبارکہ مریم صاحبہ ۷۴
" محبوب بی خاتون صاحبہ ۶۱
" آنسہ ریدہ خاتون صاحبہ ۷۱
" مہر جہاں صاحبہ ۷۳

بنگلور

مکرم جی۔ ایم عنایت اللہ صاحب نسیم سوم ۸۲
" مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب ۶۱
" بی ایم نثار احمد صاحب ۶۵
" محمد ظفر اللہ صاحب ۴۰
" جہانگیر کمال پاشا ۶۴
محترمہ سلیمہ خاتون صاحبہ ۴۵
" مبارکہ بیگم صاحبہ ۳۸
" نعیمہ شمیم صاحبہ ۵۲
" فہمیدہ بیگم صاحبہ ۵۴
" ناصرہ رضوانہ صاحبہ ۴۷
" ساجدہ بیگم صاحبہ ۵۴

شیموگہ

مکرم ایس کے اختر حسین صاحب ۶۷
" عبدالعلیم صاحب ۶۷
" خورشید بیگم صاحبہ ۶۹
" افضل النساء صاحبہ ۷۶
" ساجدہ بیگم صاحبہ ۶۹

حیدرآباد

مکرم یوسف حسین صاحب ۵۲
" میر احمد صاحب ۵۷
" آفتاب احمد صاحب ۴۸
" محمود احمد صاحب کمال ۴۹
" احمد عبدالحمید صاحب ۵۸
" احمد عبدالرشید صاحب ۵۷

مکرم محمد عبدالقیوم صاحب ۷۰
" میر احمد علی صاحب ہاشمی ۵۳
" مشتاق احمد صاحب ۳۹
محترمہ امۃ الباری صاحبہ ۷۰
" زیب النساء صاحبہ ۶۶
" سیدہ بشیر النساء صاحبہ ۴۰
" امۃ الحمید صاحبہ ۶۹
" صدیقہ بانو صاحبہ ۵۸
" امۃ القیوم صاحبہ ۶۹
" حمیدہ کریم علی صاحبہ ۶۴
" انیسہ صلاح الدین صاحبہ ۷۹
" نورجہاں صاحبہ ۵۵
" امۃ الحفیظ صاحبہ ۴۳
" اشفاق بانو صاحبہ ۵۱
" فرحت سلطانہ ۳۳
" زبیدہ بیگم صاحبہ ۳۴

سکندرآباد

مکرم مسیح الدین صاحب ۴۶
" صالح محمد الہ دین صاحب ۷۰
" یوسف الہ دین صاحب ۵۰
" بشیر الدین الہ دین صاحب ۶۶
محترمہ صدیقہ صاحبہ ۶۹

کیرنگ

مکرم انیس الرحمٰن صاحب ۵۸
" جبار الحق صاحب ۵۴
" حنیف خاں صاحب ۴۶
" شیخ ہمزم صاحب ۶۶
" لیسین خاں صاحب ۳۰
" گلاب دین خاں صاحب ۵۴
" شیخ زین العابدین صاحب ۵۸
" محمد تعبیر الدین صاحب ۴۱
" شیخ شفیع الزمان صاحب ۶۵
" شیخ ولی الدین صاحب ۶۴
" تجمل علی خاں صاحب ۶۳
" شمشیر خاں صاحب ۶۳
" سیف الرحمٰن صاحب ۵۳
" حبیب الرحمٰن صاحب ۴۹
" شیخ نسیم احمد صاحب ۷۱

پنچ دوار

مکرم مفضل الرحمٰن صاحب ۴۲
" شمس الحق خاں صاحب ۴۶

پنڈیال

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ ۶۱

سنج پور

محترمہ زبیدہ امۃ العزیز صاحبہ ۵۱

وقت کا تقاضا اور ہماری ذمہ داریاں

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر مخلص احمدی کو عملی قدم اٹھانا ضروری ہے اور ہر جماعت کے عہدیداران اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس طرف توجہ کریں اور حضور ایدہ اللہ کے اُن ارشادات کو سامنے رکھیں جن میں حضور نے فرمایا:-

"اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے یہ ضروری ہے ہم خود توحید کے ایک اعلیٰ اور اَرفع مقام پر قائم ہوں اور ضروری ہے کہ ہم خود معرفت اور عرفان کے یقینی مقام پر قائم ہوں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے نفسوں میں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کے علوم سے اچھی طرح واقف ہوں کہ اس کے بغیر ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نباہ نہیں سکتے۔ ان ذمہ داریوں کو نباہنے کے قابل بننا ہمارے لئے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ محض زبان کے دعووں کو پسند نہیں کرتا...... اس کے ساتھ ہی ساری جماعت کو تیار ہونا پڑے گا ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے اور سب سے ہم جو ذمہ دار ہیں ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم جماعت کو تیار کریں۔ یہ عظیم موقع اشاعتِ اسلام اور دینِ حق کے غلبہ کا اللہ تعالیٰ نے آسمانی فیصلوں کے ذریعہ اور فرشتوں کے نزول کے ساتھ پیدا کر دیا ہے۔ ہمارے سامنے میدان خالی پڑا ہے ہم نے آگے بڑھنا ہے لائل کے ہتھیار لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے نور کی شمعیں ہاتھ میں لئے ہوئے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے توحید خالص کی جو کرنیں چشموں سے پھوٹتی ہیں ...... ان کرنوں کے سہارے۔ اور اس کے لئے ہمیں خود کو اور جماعت کو تیار کرنا ہے۔" (بدر ۱۱ ۷ ص)

اسی طرح حضور نے ایک اور خطبہ میں یورپ میں تبلیغ اسلام کے عالیہ اقدار کے نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر آج وہ میری نصیحت کو مانیں اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کریں تو کل وہ ہم سے مطالبہ کریں گے کہ ہمیں دس ہزار یا شاید اس سے بھی زیادہ مبلغ اور اُستاد چاہئیں جو ہمیں دین سکھلائیں تو میں اُنہیں کیا جواب دوں گا۔ ...... اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی مرد اور احمدی عورت دنیا کا رہبر بننے کی اہلیت پیدا کرے ......"

حضور نے فرمایا:-

"اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اپنے بچوں کے ذہنوں میں ان کے دلوں میں یہ چیز گاڑ دو کہ ہر چیز کو قربان کر کے بھی دینِ اسلام سیکھنے انوار قرآن حاصل کرنے کی طرف توجہ دو ــــ نہ پہلے لے دنیا کمانے سے آپ کو روکتا نہیں روکتا ہوں۔ دنیا کمائیں دین کی مضبوطی کے لئے دُنیا کی نعیش کے لئے نہیں۔ اور دنیا کماتے ہوئے بھی اتنا دین سیکھ لیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کی آواز آپ کے کان میں پہنچے کہ اُٹھو کلمہ اسلام کے لئے اور دین اسلام کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے اور اللہ اقوام کو جو اسلام کی طرف جھک رہی ہیں اور یہ پیغ کر رہی ہیں ان کو اسلام کی تعلیم سکھلانے کے لئے آدمی چاہئیں تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو کہ انہیں اسلام سکھا سکے ...... تو یہ تڑپ ہے جو میرے دل میں ہے یہ پریشانی ہے یوں حق ہے جو بعض دفعہ میری نیند کو بھی حرام کر دیتی ہے۔"

(بدر ۹ / مارچ ۱۹۶۷ء ص)

پس بھائیو! اپنے امام کی آواز پر لبیک ۴۳

۴۳ - کہنے۔ عمل کے میدان میں کود جانے اپنے آپ کو اُن توقعات کا اہل بنانے میں تاخیر نہ کریں جو دن بغیر عمل گذر گیا وہ جماعتی پروگرام کو کمزور کرتا اور اسلام کے غلبہ کو پیچھے ڈالتا ہے ہمارے یقین کوئی مخلص احمدی اپنے آپ کو اس پوزیشن میں دیکھنا گوارا نہیں کرے گا بلکہ حضرت امام عالی مقام کے پروگرام کو کامیاب و کامران بنانے میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے ہر دم تیار رہے گا۔ انشاء اللہ۔

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے سہ روزہ تبلیغی جلسے

(بقیہ صفحہ ۸)

پڑھ کر سناتے۔ ان کی روشنی میں احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور" کی دینی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

صاف گوئی مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ کا خط کس بات کی غمازی کرتا ہے۔ اگر مجھ جیسے صاف گو آدمی سے پوچھیں تو میں یہ کہوں گا کہ آخیر عمر میں مولانا محمد علی صاحب کے عقائد بدل گئے تھے۔ جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی نے محب هد کبیر میں لکھا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نے آخری عمر میں "ہولی قرآن ٹرسٹ" کے کاغذ پر دستخط کیا تو اپنے احمدی لکھنے کی بجائے "حنفی المذہب" لکھا۔ اس سے ہم یہ نتیجہ کیوں نہ نکالیں کہ جس طرح عام حنفی یہ نہیں چاہتے کہ کوئی احمدی ان کی نماز جنازہ پڑھے اسی طرح مولوی محمد علی صاحب حنفی نے بھی پسند نہیں کیا کہ کوئی احمدی ان کے جنازے کو ہاتھ لگائے۔

ممکن ہے کہ ان باتوں کے سمجھنے میں آپ کو کوئی دقت پیش آئے۔ اس لئے میں آپ کی اور آپ کے دوسرے ساتھیوں کی توجہ اُن تینوں باتوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جو میں نے ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب مرحوم کی کتاب "ولادت مسیح" کے حوالہ سے بیان کیں۔

اس کتاب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت گندے حملے کئے گئے ہیں یہاں تک یہ کہی گئی ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ کے نزدیک حضرت مریم علیہا السلام غیر عفیفہ تھیں ساتھ ہی مخنث بھی۔ پھر یہ کہ آپ کا دماغ خلل خوردہ تھا (نعوذ باللہ) اب اگر اس جماعت میں

ایک سوال کوئی "دانائے راز" ہے تو مجھے سمجھائے کہ جو آدمی ہے کہ امام اور پیشوا کے بارہ میں اس قدر خلاف واقع باتیں بیان کرنے میں محتاط نہیں اُسکی دینی ایمانی حالت اور عقیدہ میں فرق نہ آنے کا کیا ثبوت ہے اور جو ادارہ ایسی کتابیں شائع کرتا ہے۔ اس کو جماعت احمدیہ کا ادارہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟

پھر جناب مولوی عبدالکریم صاحب! آپ کو اپنی وہ درخواست معافی بھی یاد کر لی چاہیئے جو آپ نے ۱۸ر جون ۱۹۵۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصلح موعود کہہ کے مخاطب کر کے ان کی خدمت میں بھیجی تھی۔ آپ کی اس درخواست کی نقل میرے پاس بھی ہے۔ مجھے جناب بابو محمد یوسف صاحب امیر صوبہ جموں نے اطلاع دی ہے کہ صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ نے آپ کی درخواست پر سفارش نہیں کی تھی۔ وہ آپ کی طرف سے مطمئن نہیں تھے اس کے بعد تو آپ کو اصلاح نفس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی۔ مگر آپ کی معاندانہ روش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سلامت روی اختیار کرنے کی بجائے انتقامی کارروائی شروع کر دی۔ اور پہلے جس غلط راستے پر چل رہے تھے۔ اس پر اور تیز گام ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

دعائے مغفرت

خاکسار کی اہلیہ مورخہ ۱۱/۹ کو پاگئی ہے۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی درخواست ہے۔

خاکسار
جلال الدین خان احمدی
از کیرنگ

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سے قبل اس کی سو فی صدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف چند دن باقی ہیں امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا 1/120 حصہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فی صدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت سے ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعہائے احمدیہ ہندوستان نے تا حال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا جملہ احباب جماعت۔ عہدیداران مال اور مبلغین صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

تمام عہدیداران مال کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی وصولی کر کے جلد رقوم مرکز میں بھجوا دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مخیر احباب کرام کی خدمت میں ایک ضروری درخواست

صدر انجمن احمدیہ قادیان ہر سال جماعت کے نادار و غریب بچوں کی نصابی کتب کی امداد کے لئے مبلغ سو روپیہ کی رقم زیر مد امداد غیر معمولی رکھتی ہے۔ لیکن یہ رقم اپنی تعداد اور موجودہ پرشش گرانی کے پیش نظر اتنی قلیل ہے کہ مستحق طلبار کی حسب ضرورت امداد نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ۔ نے امسال اس صورت حال کے پیش نظر بجٹ ۶۸-۱۹۶۷ء میں مبلغ پانسو روپیہ کی رقم بطور مشروط آمد اسی غرض کے لئے زیر مد "امداد کتب تعلیمی" رکھ دی ہے۔ تاکہ نظارت تعلیم نادار طلبار کی امداد کے لئے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے مخیر احباب کے تعاون سے جماعت کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کی جدوجہد کر سکے۔

لہٰذا درخواست ہے کہ ذی حیثیت احباب کرام اس کار خیر میں حسب استطاعت شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظر تعلیم قادیان

چندہ وقف جدید

سو فیصدی ادا کرنے والی جماعتوں کی فہرست زیر ترتیب ہے

جماعت احمدیہ ہندوستان کی جملہ جماعتوں کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لے کر وقف جدید کے چندوں کی وصولی کی رفتار کو تیز کریں۔ نیز نذر و عذرہ جات میں جماعتوں نے امسال کئے تھے ان کی تکمیل کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے۔ کیونکہ مومن کا وعدہ ایسا ہی یقینی ہوتا ہے گویا کہ نقد ادائیگی ہو گئی ہے۔ اس لئے اپنے وعدے کو مومن کا وعدہ ثابت کریں۔

چندہ وقف جدید کی سو فی صدی ادائیگی کرنے والی جماعتوں کی فہرست زیر ترتیب ہے وہ جماعتیں جن کے وعدے سو فی صدی یا بچانوے فی صدی ادائیگی کی اطلاع ۳۱ر نومبر تک دفتر میں پہنچ جائے گی۔ یا رقم داخل خزانہ ہو جائے گی ان جماعتوں کے نام صدر سیکرٹری و اعزازی کارکنان وقف جدید کے اسمائے گرامی بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دفتر کی طرف سے پیش کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالےٰ

احباب کرام اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۱۵ نومبر۔ پردھان منتری نے پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے کے موقعہ پر تمام کانگرسی ممبران پارلیمنٹ سے اپیل کی ہے کہ اس وقت دیش کو جن اقتصادی مشکلات اور مختلف خطوں کو جو اہم مسائل درپیش ہیں۔ ان کے پیش نظر انہیں متحد ہو جانا چاہیئے پردھان منتری نے اپنی اس اپیل میں دیش کی فرقہ وارانہ اور امن و امان کی صورت حال کا خاص طور پر ذکر کیا۔ لیکن آپ نے کسی صوبہ کا خاص طور پر ذکر نہ کیا۔ آپ نے پارٹی کے اپنے ساتھیوں کو یہ یاد دلایا کہ کچھ پارٹیاں کانگرس کے سوشلسٹ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے راستہ میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ باہمی اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک خیالات یکساں ہوں لیکن آپ نے اس امر پر زور دیا کہ جب پارٹی کوئی ایک فیصلہ کر دے۔ تو پھر سب ممبروں کو اس فیصلہ کی تہ دل سے حمایت کرنی چاہئے۔

پردھان منتری نے کانگرسی پارلیمنٹری پارٹی کو اپنے حالیہ دورہ مشرقی یورپ اور مالک کے متعلق رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ ہیرا یہ دورہ ان ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات کو مضبوط کرنے اور اقتصادی تجارتی تعلقات بڑھانے کے سلسلہ میں بڑا مفید رہا ہے۔ پردھان منتری نے الجیریا منعقدہ ۷۷ ممالک کی کانفرنس کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ہم مالی امداد کی بجائے تجارت کو ترجیح دیتی ہوں۔ آپ نے اڑیسہ میں طوفان کی وجہ سے مصیبت اٹھانے والے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں مصروفیت کی وجہ سے طوفان زدہ علاقوں کا دورہ نہیں کر سکی مگر میں نے ڈپٹی نارائن سنہا کو خاص طور پر طوفان زدہ علاقہ کا دورہ کرنے بھیجا تھا۔ جن کی رپورٹ پر متاثرہ اشخاص کو فوری امداد بہم پہنچائی جا رہی ہے

پسا ڈینا کیلیفورنیا ۱۳ نومبر۔ امریکہ کا جو خلائی جہاز سرویئر کو چاند پر اتارا گیا وہ ایک ٹیلیویژن کے ذریعہ چاند کے دو ہزار سے زائد فوٹو بھیج چکا ہے۔ ان تصاویر میں سے کچھ ایک جگہ چاند کی سطح ڈھکی ہوئی دکھاتو

امرتسر بٹالہ سے قادیان آنے جانے والی بسوں اور ریلوں کے اوقات

۱۔ قادیان کی مقدس سرزمین کی زیارت کے لئے آنے والے احباب کی سہولت کے لئے قادیان پہنچنے کے لئے اور یہاں سے واپسی پر روانگی کے لئے ریلوے اور بسوں کے اوقات کا نقشہ شائع کیا جاتا ہے۔

۲۔ بٹالہ سے روزانہ سترہ بسیں قادیان آتی ہیں اور اتنی ہی قادیان سے بٹالہ تک چلتی ہیں۔ اس طرح صبح سات بجے سے لیکر شام سات بجے تک قریباً ہر چالیس منٹ بعد بٹالہ سے قادیان آنیوالی اور قادیان سے بٹالہ، امرتسر، جالندھر وغیرہ اطراف میں جانے والی بسیں مل جاتی ہیں۔ بسوں کے علاوہ بٹالہ سے قادیان تک سکوٹر ٹیکسی سٹیشن ویگن ٹیکسی اور کاریں بھی چلتی ہیں۔

امرتسر سے قادیان تک آنے والی گاڑیاں

وقت روانگی	پہنچنے کا وقت	کیفیت
۵۔۵۵	۷۔۲۵	امرتسر سے روانہ ہو کر براستہ بٹالہ قادیان
۱۵۔۵۵	۱۷۔۲۱	〃 〃 〃

قادیان سے امرتسر جانے والی گاڑیاں

وقت روانگی	پہنچنے کا وقت	کیفیت
۱۱۔۲۵	۱۳۔۴۵	قادیان سے براستہ بٹالہ امرتسر
۲۰۔۱۵	۲۲۔۱۰	〃 〃 〃

بٹالہ سے قادیان آنے والی ریل گاڑیاں

وقت روانگی	پہنچنے کا وقت	کیفیت
۹۔۴۵	۱۰۔۳۰	امرتسر سے پٹھانکوٹ جانے والی گاڑی جو ۳۰۔۸ پر امرتسر سے چل کر ۳۰۔۹ پر بٹالہ پہنچتی ہے اس سے میل کھاتی ہے
۱۹۔۱۵	۱۹۔۵۰	امرتسر سے پٹھانکوٹ جانیوالی گاڑی جو ۵۰۔۱۷ پر امرتسر سے چلتی ہے اور ۵۰۔۱۸ پر بٹالہ آتی ہے وہ اس سے میل کرتی ہے

قادیان سے بٹالہ تک جانے والی ریل گاڑیاں

وقت روانگی	پہنچنے کا وقت	کیفیت
۸۔۲۰	۹۔۵	امرتسر جانے کیلئے بٹالہ میں کسی گاڑی سے میل نہیں البتہ پٹھانکوٹ جانے کیلئے ۵۵۔۹ پر گاڑی مل جاتی ہے
۱۷۔۵۰	۱۸۔۱۵	بٹالہ میں ۵۰ منٹ انتظار کرنے پر امرتسر اور پٹھانکوٹ جانے والی ہر دو گاڑیاں ۱۰۔۱۹ پر مل جاتی ہیں۔

امرتسر سے قادیان آنے والی بسوں کے اوقات

وقت روانگی	کیفیت
۱۰۔۲۰	امرتسر سے براستہ قادیان ہرچووال جاتی ہے
۱۴۔۰۰	امرتسر سے قادیان تک
۱۴۔۴۵	امرتسر سے براستہ قادیان ہرچووال جاتی ہے۔
۱۵۔۴۰	〃 〃 〃 〃
۱۵،۵۵	امرتسر سے قادیان تک
۱۶۔۳۰	امرتسر سے براستہ قادیان ہرچووال جاتی ہے
۱۷،۵	〃 〃 〃

قادیان سے امرتسر جانے والی بسوں کے اوقات

وقت روانگی	کیفیت
۷۔۳۰	قادیان سے روانہ ہو کر براستہ بٹالہ امرتسر تک
۸۔۲۰	ہرچووال سے براستہ قادیان بٹالہ امرتسر جاتی ہے۔
۹۔۲۰	〃 〃 〃 〃
۹۔۵۰	〃 〃 〃 〃
۱۱۔۲۰	قادیان سے براستہ بٹالہ امرتسر تک
۳۔۳۰	ہرچووال سے براستہ قادیان بٹالہ امرتسر جاتی ہے
۴۔۲۰	〃 〃 〃 〃

مرتبہ۔ خاکسار بدر الدین عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

اخبار بدر جلسہ سالانہ نمبر

بدر کا آئندہ شمارہ جلسہ سالانہ نمبر ہوگا جو مورخہ ۳۰ نومبر کو شائع ہو رہا ہے اس لئے ۲۳ نومبر کا پرچہ علیحدہ شائع نہیں ہوگا۔ (مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

از دفتر وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

دفترِ سوم اپنے وعدے آٹھ لاکھ تک پہنچائے — سیدنا حضرت فضل عمرؓ کا ایک اہم ارشاد

اب خدام کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دورِ ثالث (دفتر سوم) کے وعدوں میں اضافہ کی طرف فوری توجہ دیں۔ ابھی جماعت ہزاروں افراد ایسے باقی ہیں جنہیں موثر رنگ میں اس تحریک کی طرف متوجہ نہیں کیا گیا۔ ہزاروں مخیّر دوست گرانقدر وعدے لکھوا سکتے ہیں لیکن تاحال انہیں تحریکِ جدید کے اغراض و مقاصد اور سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی ہدایات سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ منتظمین اپنے اپنے شہروں، حلقوں اور دیہات کے تفصیلی جائزے تیار کریں۔ اور نئے وعدے لینے کیلئے ایک منظم تحریک چلائیں۔ اب تحریکِ جدید کا تیسرا دور شروع ہو چکا ہے۔ جسمیں افرادِ جماعت کو پہلے سے بڑھ کر قربانیاں دینی ہوں گی۔ دفتر سوم کے مجاہدین نے تاحال اپنی قربانیوں میں معیاری اضافے نہیں کئے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دفتر اول و دوم کے نقشِ قدم پر عمل کرتے ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قدموں میں اپنی جانیں اور اپنے اموال پیش کر دیں۔ دفتر سوم خوش قسمت ہے۔ کہ اسکا آغاز گو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔ لیکن یہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف منسوب ہوگا۔ اور ہماری خوشی کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دفتر اول اور دفتر دوم کی طرح دفتر سوم سے متعلق بھی سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے پیغامات ہمارے لئے مشعلِ راہ بن رہے ہیں۔ دفتر سوم کے خوش قسمت مجاہدین اپنے محبوب آقا کا یہ ارشاد اپنے متعلق بطور مطالبہ قرار دیں۔ حضورؓ نے فرمایا:

"دورِ اول تین لاکھ اسّی ہزار تک پہنچا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ (دفتر دوم کے مجاہدین۔ ناقل) اسے پانچ لاکھ تک پہنچا دیں تو پھر تیسرے دور والوں سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اسے آٹھ لاکھ تک پہنچا دیں گے اور اس سے اگلے دور والے اسے دس بارہ لاکھ تک پہنچا دیں گے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ یقینی بات ہے کہ ہم بیرونی ممالک میں تبلیغ کا جال پھیلا دیں گے۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کا قلعہ ہر ملک میں قائم کر دیں گے۔ اس کے لئے ارادہ کی ضرورت ہے۔ ہمت کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے ضرورت ہے۔ ایسے باپوں کی جو اپنی اولاد کو کہیں کہ وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کیلئے ضرورت ہے۔ ایسی ماؤں کی جو اپنی اولاد کو کہیں کہ وہ اس جہاد سے پیچھے نہ رہیں۔ اس کیلئے ضرورت ہے ایسی بیویوں کی جو اپنے خاوندوں سے کہیں کہ اس جہاد میں انکی گردنیں کسی سے پیچھے نہ ہوں۔ اس کیلئے ضرورت ہے ایسے نوجوانوں کی اور حوصلہ کی جو یہ کہیں کہ ہم اپنے زمانہ کا بوجھ کو دوسروں پر کیوں ڈالیں۔ اگر قوم کے اندر ایسی ہمت اور امنگ پیدا ہو جائے تو ان کے سامنے کوئی چیز روک نہیں بنا کرتی۔"

(الفضل — ۵ دسمبر ۱۹۴۸ء)

سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے دفتر سوم سے بڑی توقعات وابستہ کی ہیں۔ اب مجاہدینِ دفتر کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا کی تمام تمناؤں پر پورے اتریں۔ اور ساری دنیا میں تبلیغِ احمدیت کا فریضہ سرانجام دے کر خدا تعالیٰ کے حضور سرخروئی حاصل کریں۔

خدا تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر رہے اور اسکی توفیق بخشے۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

[illegible]

نائب وکیل المال تحریکِ جدید